اشاعۃ السنۃ

نمبر ۲ جلد ۴

ولادت مسیح علیہ السلام

اس مسئلہ مین آنرایبل سید احمد خان صاحب بہادر نے غضب کیا ہے قرآن وحدیث دونون کو طاق مین رکھدیا اور مضمون سے چہ دلاور ست دزدی کہ بکف چراغ دارد کا جلوہ دکھایا تفسیر پُر تزویر مین حضرت مسیح علیہ السلام کا یوسف نجار کے نطفہ سے پیدا ہونا بیان کیا اور جوکچھ اسکے ثبوت مین لکھا ہے اسمین تزویر و تحریف کے سوا کچھ نہین کیا۔ ہم **خلاصہ** عبارت جناب اس مقام مین نقل کرتے ہین پھر بتفصیل اُسکا جواب دیتے ہین۔ اصل **عبارت** جناب مین بہت تطویل تھی ومع ذالک وہ بے ترتیب و پراگندہ تھی۔ اسلئے ہم نے بنظر اختصار و افہام ناظرین اُسکا خلاصہ اپنی عبارت مین نقل کیا ہے جسکو توافق مین شک ہو وہ اصل تفسیر کو دیکھ سکتا ہے آپ نے مسیح کے بغیر باپ پیدا ہونے مین پہلے عقلی بحث کی ہے پھر نقلی۔ نقلی بحث پہلے انجیل اور اسکے حواشی سے کی ہے پھر قرآن سے اور کوئی بحث جناب **کذب و مغالطہ** سے خالی نہین ہے۔ ہم ہر ایک بحث کے مطالب کو علیحدہ علیحدہ نمبروار نقل کرتے ہین پھر نمبر وار اُن کے جوابات قلم مین لاتے ہین۔

بحث عقلی

۱- مسیح کے بغیر باپ پیدا ہونے مین نہ خدا کی کمال قدرت کا اظہار مقصود ہے اسلئے کہ خدا نے آدم کو بغیر مان باپ کے پیدا کیا اور بہت قسم کے حیوانات بغیر توالد و تناسل پیدا کرتا ہے پھر مسیح کے بغیر باپ پیدا کرنے مین اظہار کمال قدرت کیا ہوا؟

۲- اور اگر اسکو دوسری طرح پر اظہار کمال قدرت کہو تو یہہ بھی نہین ہو سکتا۔ اسلئے کہ اس صورت مین چاہئے تہا کہ یہہ امر واضح ہوتا اور اسمین کسیکو شک و شبہ نہ رہتا۔

۳- اور نہ یہہ معجزہ ہو سکتا ہے اسلئے کہ معجزہ بمقابلہ منکرین نبوت ہوتا ہے اور قبل پیدائش مسیح منکر

کون تہا۔ اور نیز اگر یہہ معجزہ ہوتا تو انکی پیدایش مین دردزہ وغیرہ عوارض حمل کا وجود نہوتا اور نیز اگر یہہ معجزہ ہوتا تو مریم کا ہونا نہ مسیح کا۔

بحث نقلی از انجیل و حواشی آن

اِس بحث مین آپنے پراگندہ طور پر بیس باتین کہی ہین جن باتون کا مدار و مآل صرف چار امر ہین جنکو اموِر تنقیح طلب کہا جاسکتا ہے۔ ہم آپ کی پراگندہ تقریرات سے اولاً ان امور اربعہ کو منتخب کرتے ہین پہر اُنکے مویدات و شواہد کو معرض نقل مین لاتے ہین۔

(۱) مسیح کا داؤد کا بیٹا ہونا ضروری ہے اور وہ بغیر اسکے کہ وہ یوسف کے تخم سے ہو ثابت ہونا ناممکن ہے۔

(۲) ابتدا مین مسیح کے بغیر باپ پیدا ہونیکا کسی عیسائی کو خیال و اعتقاد نہ تہا حتی کہ حوارین مسیح نے بہی اِس امر کو نہین جانا یہہ امر صرف مریم اور یوسف کے دلون مین مخفی تہا یہان تک کہ مریم نے مسیح کے مرنیسے جی اُٹھنے کے بعد ظاہر کیا اِس سے پہلے سب کوئی مسیح کو یوسف کا بیٹا کہتا اور جانتا تہا

(۳) مسیح کو خدا کا بیٹا کہنا صرف یونانیون کی تقلید سے ہوا ہے وہ لوگ نہایت بزرگ اور مقدس اشخاص کو خدا کا بیٹا کہتے چنانچہ افلاطون۔ وفیثاغورس وغیرہ کو خدا کا بیٹا کہا کرتے۔ جب حواریون کو یونانی زبان کے ذریعہ سے دین عیسوی کا پہیلانا مدنظر ہوا تو حضرت عیسی کو اس لقب سے ملقّب کرنا پڑا ہوگا جو اُن لوگون کے خیالات سے مناسب تہا جنکے لئے انجیلین لکہی گئی تہین اسلئے ہمارے نزدیک وہ انجیلین حضرت عیسیٰ کی ولادت کی نسبت اُن خالص خیالات کے ظاہر ہونیکا ذریعہ نہین ہوسکتین × × × × × × پہر زمانہ کے گزرجانیکے پر یہہ خیال جس سے عیسی کو خدا کا بیٹا کہا گیا تہا محو ہوگیا اور مسیح کو حقیقۃً خدا کا بیٹا سمجہا گیا۔ اور اسکے ساتھ یہہ بہی قرار دیا گیا کہ وہ بے باپ پیدا ہوئے تہے۔ اُنکی ضد سے یہودیون نے یہہ کہنا شروع کیا کہ نعوذ باللہ وہ ناجایز طور پر پیدا ہوئے ہین۔ یہہ اتہام سلس نے جو تیسری صدی مین تہا کیا تہا۔

(۴) بقول حوارین وعیسائیون کے حضرت مریم کی یوسف نجار سے منگنی ہو چکی تہی اور شریعت یہودی مین رسم تہی کہ منگنی کے بعد مرد عورت کو دیکہنے اور مباشرت کرنے کا مجاز ہو جاتا اور بعد منگنی اور قبل رخصتی اُس سے اولاد پیدا ہوتی تو وہ بہی ناجایز تصور نہ ہوتی شاید خلاف رسم ہونے سے معیوب گنی جاتی ہوگی بناءً علیہ یوسف حضرت مریم سے ہم بستر ہوا اور اُس سے حضرت مسیح کا حمل ہوا (نعوذ باللہ کبرت کلمۃ تخرج من افواہہم ان یقولون الا کذبا)

امر اول کے ثبوت وتائید مین آپ نے نسب نامہ انجیل متی کا حوالہ دیا ہے جسمین مسیح کو ابن داؤد وابن ابراہیم لکہا ہے اور پہر انجیل لوک باب اول ورس ۲۷ سے نقل کیا ہے کہ یوسف مریم کا شوہر داؤد کی نسل سے تہا۔ پہر فرمایا ہے کہ اگر کہا جاوے کہ ماں کے سبب سے اُنکو داؤد کی نسل سے قرار دیا گیا ہے تو یہہ بات دو وجہہ سے غلط ہے۔ اول اسلئے کہ یہودی شریعت مین عورت کیطرف سے نسب قایم نہین ہو سکتا۔ دوسری یہہ کہ حضرت مریم کا داؤد کی نسل سے ہونا ثابت نہین ہے۔ پہر وجہہ دوم پر بہت زور دیا ہے اور بزعم خود ثابت کر دیا ہے کہ مریم علیہا السلام داؤد کی نسل سے نہین ہے ؛

امر دوم کے ثبوت وتائید مین آپنے پادری رچارڈ واٹسن صاحب کا قول نقل کیا ہے جسکا حاصل وہی ہے جو امر دوم کا عنوان ہے پہر اخیر بحث مین انجیل وغیرہ کے مواضعہ ذیل سے استشہاد لکہا ہے۔ انجیل متی باب اول ورس ۱۶۔ ایضاً باب ۱۳ ورس ۵۵۔ انجیل لوک باب ۲ ورس ۲۷ و ۳۳ و ۴۱ و ۴۳ و ۴۸۔ انجیل یوحنا باب ۶ ورس ۴۲۔ ایضاً باب اول ورس ۴۵ جنمین مسیح کو یوسف کا بیٹا اور یوسف کو مسیح کا باپ لکہا ہے۔ اعمال حوارین باب ۲ ورس ۳۰ جسمین وارد ہے کہ خدا نے داؤد سے کہا کہ مین تیری کمر سے مسیح کو پیدا کرونگا۔ اور رومیان باب اول ورس ۳ جسمین یہہ لکہا ہے کہ مسیح جسم کے حق مین داؤد کے تخم سے پیدا ہوا۔ آیات انجیل متی ۱۔ ۱۶ ولوک ۲۔ ۳۳ کے ذیل مین آپ نے تہوڑی سی **یونانی** ہی خرچ کی ہے جس سے بزعم خود یوسف کا باپ ہونا اور مسیح کا بیٹا ہونا ثابت کیا ہے۔ اور بذیل آیات متی ۱۔ ۱۶ کے کہا ہے کہ بعض نسخون مین حضرت عیسیٰ کا صرف مریم سے پیدا ہونا بیان کیا ہے انمین تغیر ہوا ہے۔ اس تغیر کا سبب بہی خیالات مین

جو یونانیون مین مذہب عیسوی پہیلانے کے لئے پیدا ہوئے تہے ۔
پہر فرمایا ہے لوک کی انجیل باب ۲ ورس ۳۳ کے موجودہ نسخون مین یہہ لفظ ہین تب یوسف اور اُسکی مان"، مگر اس مقام پر بہی اُسی خیال سے تغیر کیا ہے ۔ ڈاکٹر گریسباخ کی صحیح اور مقابلہ کر کے چہاپی ہوئی انجیل مطبوعہ لیپسک سنہ ۱۸۰۵ء اور شنڈروف کی چہاپی ہوئی انجیل مطبوعہ سنہ ۱۸۴۹ء اور رومن والگٹ کے ترجمہ انگریزی مین یوسف کا نام نہین ہے ۔ بلکہ اُسکا باپ اور اُسکی مان لکہا ہے اور ڈٹروٹوپ نے یونانی انجیل کے شرح مین اُسی کی تصحیح کی ہے جس سے یوسف کا پدر مسیح ہونا تسلیم ہوتا ہے ۔

امر سوم کے ثبوت و تائید مین آپنے کسی سند کو پیش نہین کیا صرف اپنے پیٹ کی بات یا دماغ کے وہم و خیال کو کافی دلیل سمجہکر اتنا کہدیا کہ یونانی زبان مین عیسائی دین پہیلانے کے لئے عیسیٰ کو بیٹے کے لقب سے ملقب کرنا پڑا ہوگا اسی لفظ ہوگا سے ناظرین کو قوت استدلال جناب کا اندازہ کرنا ہوگا ۔

ایسا ہی امر چہارم کے ثبوت مین آپنے کوئی سند پیش نہین کی صرف کیٹو بیکلو پیڈیا سے منگنی کا یہہ دستور نقل کیا ہے کہ شوہر اور زوجہ مین اقرار ہو جاتا تہا کہ اس قدر میعاد کے بعد شادی کرینگے ۔ پہر اسپر ایک یہہ حاشیہ چڑہایا ہے کہ یہہ اقرار یا تو ایک باقاعدہ تحریر یا معاہدہ کے ذریعہ سے گواہون کی موجودگی مین ہوتا تہا جسطرح کہ ہم مسلمانون کے ہان نکاح خط لکہا جاتا ہے یا بغیر تحریر کے اس طرح پر ہوتا تہا کہ مرد عورت کو گواہون کے سامنے ایک ٹکڑہ چاندی دیدیتا تہا اور یہہ لفظ کہتا تہا کہ یہہ چاندی کا ٹکڑہ اس امر کی کفالت مین قبول کر کہ اتنے دنون بعد تو میری زوجہ ہو جاویگی دوسرا حاشیہ یہہ چڑہایا ہے کہ یہہ معاہدہ حقیقت مین عقد نکاح ہی تہا صرف زوجہ کا گہر مین لانا باقی رہجاتا تہا ۔ اور وہ اس میعاد پر ہوتا تہا جو اس معاہدہ مین قرار پاتی تہی ۔ اسکی مثال بالکل ایسی ہے جیسیکہ مسلمانون مین فاتحہ خیر ہوتی ہے جو درحقیقت ایک شرعی نکاح ہے لیکن زوجہ جب تک بالغ نہو گہر مین نہین لائی جاتی یا جیسیکہ اب بہی بعض وقت مسلمانون مین نکاح ہو جاتا ہے مگر زوجہ عرصہ تک گہر مین لانے کی نوبت نہین آتی

زوجہ کا شوہر کے گھر مین بھیجنا کسی آیندہ وقت پر ملتوی رہتا ہے۔

تیسرا حاشیہ یہہ کہ یہودیون کے ہان اِس رسم کے ادا ہونیکے بعد مرد اور عورت باہم شوہر اور زوجہ ہوجاتے تھے اور پھر بجز اسکے کہ زوجہ اپنے شوہر کے گھر رہنے کو اِس مدت کے بعد بھیجدی جاوے اور کوئی ایسی رسم جسپر جواز تزویج منحصر ہو عمل مین نہین آتی تھی یہانتک کہ اگر بعد اِس رسم کے اور قبل رخصت کرنیکے اُن دونون سے اولاد پیدا ہوتی تو وہ ناجایز اولاد تصور نہین ہوتی تھی بلکہ بےگناہ شرعی اولاد جایز متصور ہوتی تھی۔ شاید خلاف رسم بات ہونے سے معیوب گنی جاتی ہوگی اور دونون کو ایک شرم اور خجالت کا باعث ہوتی ہوگی۔ پھر اِس حاشیہ سوم کے ثبوت مین فرمایا ہے امر مذکور کا ثبوت کیٹو سیکلو پیڈیا سے بھی ظاہر ہوتا ہے اسمین لکھا ہے کہ جب یہہ معاہدہ شادی کا یہودیون مین ہوجاتا تھا تو زن و مرد ایک دوسرے کے دیکھنے کے مجاز ہوتے تھے جسکی انکو پہلے اجازت نہین ہوتی تھی۔ اور اسی کتاب مین لکھا ہے ایک نسبت شدہ باکرہ کے بطن سے خدا نے اپنے بیٹے کے پیدا ہونے مین یہہ حکمتین رکھی تھین۔ اول یہہ کہ ان پر غیر مشروع اولاد ہونیکا طعنہ عاید نہ ہو۔ دوم یہہ کہ والدین موافق یہودی شریعت کے سزا کے مستوجب نہ ہون سوم یہہ کہ یوسف کا نسب نامہ سے جنکا رشتہ مع مریم تھا مریم کا نسب نامہ ظاہر ہوجاوے چہارم یہہ کہ حضرت مسیح کا ایام طفولیت مین کوئی مربی اور سرپرست ہو۔

اِن حواشی سے آپکے مطلب یہہ نکالا ہے کہ یوسف مریم سے اُسکے گھر جاکر حاجت روائی کراتا ہوگا اور اُسی سے مریم کو حمل ہوگیا ہوگا۔ اور جو آپکے برخلاف انجیل متی مین آیا ہے کہ مریم یوسف سے ہم بستر ہونیسے پہلے حاملہ پائی گئی اسی مین سے قبل ہم بستر ہونیکا لفظ خوردبرد کرکے باقی مضمون کے جواب مین کہا ہے کہ متی کی انجیل مین جو یہہ لکھا ہے کہ یوسف نے جب دیکھا کہ حضرت مریم حاملہ ہین تو اُنکے چھوڑ دینے کا ارادہ کیا اور اگر یہہ بیان تسلیم کیا جاوے تو اسکا سبب صرف یہی ہوسکتا ہے کہ عام رسم کے برخلاف حاملہ ہوجانے سے یوسف کو رنج و خجالت ہوئی ہوگی جسکی سبب ایسا خیال کیا ہوگا۔ اِس قول مین بہی لفظ ہوگی اور نہ ہوگا پر ناظرین کو خیال کرنا

بحث نقلی از قرآن

اس بحث مین آپ مدعیانہ چال نہین چلے بلکہ مجیبانہ و معترضانہ طرز اختیار کی ہین اور اسمین بہی کذب و مغالطہ کی پوری داد دی ہے۔ مسیح کا بغیر باپ کے پیدا ہونا آپ نے کسی آیت قرآن سے ثابت نہین کیا بلکہ ان آیات کا جنسے مسیح کا بغیر باپ پیدا ہونا ثابت ہوتا ہے جواب دیا ہے اور اُس [illegible] مین کذب† اور ہوگا اور ہوگی اور ممکن ہے اور کیا تعجب ہے سے کام لیا ہے۔ چونکہ وہ بحث [illegible] استدلال اہل اسلام ہے اسلئے قبل تفصیل اس استدلال کے اس بحث کا نقل کرنا مناسب نہین ہے جہان اُن آیات سے استدلال کیا جاویگا وہین آپ کے جواب اور مستندات اور ہوگا ہوگی کو نقل کر کے اُسکا جواب دیا جاویگا۔ یہہ آپ کے بیان بلا ضبط و بے برہان کا خلاصہ ہے اب اُسکا جواب دیا جاتا ہے۔

† اس کذب کی مثال ایک یہہ بات بہی ہے جو آپنے تفسیر سورۂ آل عمران کے صفحہ ۳۳ سطر ۲ مین فرمائی ہے کہ فرشتہ کا مریم کو لڑکے کی بشارت دینا اور اسکے جواب مین مریم کا یہہ کہنا کہ مجہے تو انسان نے ہاتہہ بہی نہین لگایا پہر میرے لڑکا کیونکر ہوگا۔ یہہ اُسوقت کا ذکر ہے جبکہ مریم کو کسی مرد نے نہین چہوا تہا۔ بلکہ [illegible] خطبہ بہی یوسف سے نہوا تہا۔ یہہ آپکا کہنا اسلئے کذب ہے کہ انجیل لوقا باب اول نمبر ۲۶ و ۲۷ سے معلوم ہوتا ہے کہ جسوقت فرشتہ نے مریم کو بشارت دی تہی اُسوقت یوسف کی مریم سے منگنی ہو چکی تہی [illegible]

عبارات انجیل کے بضمن جواب بحث نقلی از انجیل [illegible] آتی ہے۔

[illegible] جناب مخاطب کی [illegible] تک آپ کی [illegible] نہ کیا۔ [illegible] کذب اِس حد تک پہنچ گیا [illegible] کلام الٰہی کا [illegible] نے مجہے اِس نسبت کرنے مین مجبور کیا۔ آپکے [illegible] اور اتباع کو [illegible] سمجہ کر معاف [illegible] جناب [illegible] آپنے کس کتاب الہامی یا کس کتاب تاریخی سے اخذ کیا ہے [illegible] قرآن [illegible] اسکی سند مقبول بتائیگے تو ہم علیگڑہ [illegible] آپ [illegible] معافی [illegible]

جواب بحث عقلی

نمبر اول کا وہی جواب ہے جو آپ کو سوجھا ہے اور اسکو نمبر ۲ مین بیان فرمایا ہے پہر جو اسپر اعتراض کیا ہے کہ اس صورت مین چاہیے تہا کہ وہ امر واضح ہوتا اسمین کسیکو شک و شبہ نرہتا۔

اس کے جواب دو ہین —

اول (جو ظاہر قرآن پر مبنی ہے) یہہ ہے کہ بے شک مسیح ظاہر اور علانیہ طور پر بغیر باپ کے پیدا ہوئے جسکو اہل ایمان و انصاف نے مان لیا اور منکرون نے اسی سبب سے حضرت مریم کو تہمت زنا متہم کیا اور صاف کہدیا ای مریم تو یہہ بہتان لائی نہ تیرا باپ بُرا تہا اور نہ تیری مان بدکار تہی (یعنی پہر تو بلا خاوند یہہ بچہ کہان سے لائی)

یا مریم لقد جئت شیئاً فریا یا اخت هارون ما کان ابوك امرء سوء وما کانت امك بغیا (مریم ۲۶)

[illegible] کا تو مشاہدات یقینیہ سے بہی رفع نہین ہوتا جب منکرون نے کسی روشن نشانی کو دیکہا تو [illegible] مبین ہی کہا چنانچہ قرآن مین جابجا منقول ہے —

جواب دوم (جو ظاہر انجیل کے تسلیم پر مبنی ہے) یہہ ہے کہ گو یہہ امر اورون پر ایک مدت تک مخفی رہا مگر حضرت مریم اور یوسف کو تو معلوم تہا اور اہل تسلیم و ایمان کے سامنے ظہور کمال قدرت الہی کے لئے صرف مریم صدیقہ کا بیان کافی ہے۔ بہت سے عجائبات و کمالات قدرت الہی ابتداء پیدائش و عالم برزخ و عالم آخرت کی ایسی ہین جنکو اور کسینے نہین دیکہا صرف انبیاء نے بیان کیا اور اہل ایمان نے مان لیا۔ رہے منکر سو انکا ماننا تو مشاہدات عامہ کو بہی ناممکن ہے —

جواب نمبر ۳ یہہ ہے کہ قبل وجود نبی یا نبوت نبی بہی معجزہ کا وجود ممکن بلکہ واقعہ ہے اگرچہ اسپر معجزہ کا اطلاق اسیوقت ہوتا ہے جبکہ دعوی نبوت وقوع مین آتا ہے۔ انجیل لوک باب اول [illegible] حمل یحیی کا حمل مسیح کے لئے اوچہلنے کا قصہ اسپر گواہ ہے اور حدیثون مین بہت سی خوارق اس امر کے مؤید و شاہد موجود ہین۔ جیسے قبل نبوت آنحضرت [illegible] درختون کا سجدہ کرنا اور ایک پتہر کا

[illegible] مطبوعہ مطبع احمدی میرٹھ ۱۲۶۲ھ صفحہ ۲۳

آنحضرت صلعم کو سلام کرنا اور اسی+ قسم کے اور صدہا نظایر ہین پیشین گوئی جو اہل مذہب کے نزدیک ثبوت نبوت کے لئے ایک عمدہ دلیل ہے وجود نبی سے پہلے ہی ہوتی ہے اور اسکی معجزات سے شمار کیجاتی ہے۔ اور پیدایش مسیح مین دردزہ وغیرہ عوارض عادیہ کا پایا جانا اسکو معجزہ ہونیسے خارج نہین کرتا۔ معجزہ کے لئے یہہ شرط نہین ہے کہ اسکا کوئی امر یا متعلق عادت کے موافق نہ ہو۔ دیکھو عیسائیون کے اعتقاد مین مسیح نے پانچ جو کی روٹیون سے پانچہزار آدمیون کو سیر کر دیا۔ یا مسلمانون کے اعتقاد مین آنحضرت صلعم نے ایک روٹی سے اسی آدمیون کو سیر کر دیا۔ چنانچہ اشاعۃ السنہ نمبر ۱۱ جلد ۳ مین صفحہ ۳۰۸ منقول ہوا تو ان مواضع مین کثرت و زیادت طعام معجزہ ہے باوجودیکہ اسکا متعلق یعنے روٹی ایک امر عادی و معمولی ہے خدا چاہتا تو روٹی کے سوائے بھی سیر کر دیتا مگر یہہ کام خلاف عادت اس نے اسی معمولی روٹی سے لیا۔

جواب بحث نقلی انجیل

اس بحث کا جواب دو طور پر ہے ایک جواب عیسائی اصول و مسلمات پر۔ دوسرا اسلامی اور قرآنی مسلمات پر۔ عیسائی اصول و مسلمات پر جواب بہ تفصیل ذیل ہے۔

جواب امر اول و دوم بلاریب انجیل وغیرہ مین مسیح کو یوسف اور داؤد اور ابراہیم کا بیٹا کہا گیا ہے مگر ساتھ اسکے یہہ بھی انجیل مین وارد ہے کہ وہ یوسف سے ہمبستر ہونیکے پہلے روح القدس سے حاملہ پائی گئی اور وہ بکر اور کنواری حاملہ ہوئی۔ چنانچہ متی باب ۱ مین ہے (۱۸) یسوع مسیح کی پیدایش اس طرح ہوئی کہ جب اسکی مان مریم یوسف سے منسوب ہوئی اس سے پہلے کہ وہ ہمبستر ہوئی وہ روح القدس سے حاملہ پائی گئی (۱۹) اسکے شوہر یوسف نے جو نیک مرد تھا اسکی تشہیر کرنی نہ چاہ کے

+ دیکھو شفاء عیاض جلد ۱ صفحہ ۱۸ مطبوعہ بریلی سنہ ۱۲۸۷ھ جسمین بہت سے خوارق و معجزات پیدایش اور صغیرسنی آنحضرت کے نقل کئے ہین جیسے بوقت ولادت شریف بی بی آمنہ والدہ آنحضرت صلعم سے ایک نور ظاہر ہونا جس سے تمام مشرق و مغرب مین اجالا ہو گیا تھا۔ اور اسدن کسریٰ کے گھر مین زلزلہ واقع ہونا اور فارسیون کی آگ کا بجھ جانا جو ہزار برس سے کبھی نہین بجھی تھی۔ اور آپ پر بادل کا سایہ رہنا اور ایک خشک درخت کا آپ کے نزول سے سرسبز ہو جانا وغیرہ ذالک۔

ارادہ کیا کہ اُسے چپکے سے چھوڑ دے (۲۰) وہ اندیشون مین تہا کہ یکایک خدا کے فرشتے
نے خواب مین اُسپر ظاہر ہوکے کہا اَے یوسف ابن داؤد تو اپنی جورو مریم کو اپنے پاس رکہنے
سے مت ڈر یہ اِسلئے کہ اسکا جو حمل ہے سو روح قدس سے ہے (۲۱) اور وہ بیٹا جنیگی اور تو اُسکا
نام یسوع رکہنا کہ وہ اپنے لوگون کو گناہ سے نجات دیگا (۲۲) پس اسیطرح جو کچہہ خدا نے
نبی کی معرفت سے کہا تہا پورا ہوا (۲۳) کہ دیکہو ایک کنواری حاملہ ہوگی اور بیٹا جنیگی
اور اسکا نام عمانوئیل رکہا جاویگا (۲۴) تب یوسف نے سو نیسے اُٹہہ کر جیسا کہ خداوند کے
فرشتے نے کہا تہا کیا اور اپنی جورو کو اپنے یہان لے آیا (۲۵) پہر جب تک کہ وہ اپنا پہلا بیٹا نہ جنے
اُسے نہ جانا اور اُسکا نام یسوع رکہا ۔ اور انجیل لوک باب اول مین ہے (۲۶) چہٹے مہینے مین
جبرئیل فرشتہ خدا کیطرف سے جلیل کے ایک شہر مین جسکا نام ناصرت تہا (۲۷) ایک کنواری پاس
جو یوسف نام ایک مرد سے جو داؤد کے گہرانے سے تہا منسوب ہوئی تہی+ بہیجا گیا اوس کنواری کا

+ انجیل مطبوعہ بیبل سوسائٹی مرزاپور ۱۸۷۰ء مین اسکی تعبیر این الفاظ ہوئی ہے ایک کنواری کے پاس جسکی
یوسف نامی ایک مرد سے جو داؤد کے گہرانے سے تہا منگنی ہوئی تہی اور اس کنواری کا نام مریم تہا ۔ یہہ وہ عبارت
ہے جسکا ذکر وعدہ نقل حاشیہ صفحہ ۳۸ مین ہوا ہے ۔ یہہ عبارت صاف ناطق ہے کہ اسوقت مریم کی یوسف سے
منگنی ہو چکی تہی ۔ اسمین مریم اور یوسف کے اسیوقت کے حالات و صفات کا ذکر ہے کہ یوسف ایسا تہا
اور مریم ایسی ۔ یوسف کی ایک صفت بیان ہوئی ہے کہ وہ داؤد کے گہرانے سے تہا اور مریم کی
تین صفتین کہ وہ کنواری تہی [1] اور اسکا نام مریم تہا [2] ۔ اور اسکی یوسف سے منگنی ہوئی [3] ۔ انمین صفت
اول و دوم تو بلانزاع اسیوقت کے حالات ہین جبکہ فرشتہ نے آکر مریم کو بشارت دی تہی ۔ ایسی
ہی صفت سوم اس وقت کی حالت ہونی چاہئے یہہ اسوقت کی حالت نہ ہوتی تو صفت اول و دوم کا
ما سبق کے ساتہہ ذکر نہ کیجاتی ۔ یہہ اس عبارت کے ظاہری معنی ہین اور جو اسکے ظاہر کو نہ مانے اور انمین
یہہ تاویل کرے کہ صفت سوم پہلے وقت کی حالت ہے تو اسپر کسی الہامی یا تاریخی کتاب سے
اس امر کا ثبوت دینا واجب ہے ۔

نام مریم تہا (۲۸) اُس فرشتے نے اُس پاس آکے کہا اے پیارے سلام خداوند تیرے ساتھ
تو عورتوں مین مبارک ہے (۲۹) وہ اُسے دیکھکے اسکی بات سے گھبرا سوچنے لگی کہ یہہ کیسا
سلام ہے (۳۰) تب فرشتہ نے اُس سے کہا اے مریم مت ڈر کہ تو خدا کے پاس پیاری ہے
(۳۱) اور دیکھہ تو حاملہ ہوگی بیٹا جنیگی اور اسکا نام یسوع رکھیگی (۳۲) وہ بزرگ ہوگا اور خداوند
خدا اُسکے باپ داؤد کا تخت اُسے دیگا (۳۳) اور ہمیشہ یعقوب کے گھرانے کی بادشاہی کریگا
اور اُسکی بادشاہت آخر نہ ہوگی (۳۴) تب مریم نے فرشتہ سے کہا مین مرد کو نہین جانتی ہون
تو یہہ کیونکر ہوگا (۳۵) فرشتہ نے اُسے جواب مین کہا روح قدس تجھہ پر نازل ہوگی اور تجھہ پر
اللہ تعالیٰ کی قدرت کا سایہ ہوگا۔ اِسلئے وہ پاک فرزند جو تجھسے پیدا ہوگا خدا کا [٭] بیٹا کہلائیگا (۳۶)
اور دیکھہ تیرے رشتہ دار الیشبع کو بھی بڑہاپے مین بیٹے کا حمل ہے اور اُسکے حمل کا جو بانجھہ کہلاتی
تھی چھٹا مہینا ہے (۳۷) کہ خدا کے آگے کچھہ ناممکن نہین ہے۔ اور صحیفہ یشعیاہ باب ۷
ورس ۱۴ مین ایک کنواری حاملہ ہوگی وہ بیٹا جنیگی اُسکا نام عمانوئیل رکھیگی۔ ان آیات
مین یہہ کہنا کہ مریم پہلے ہم بستر ہونے کے حاملہ پائی گئی اور وہ کنواری اور باکرہ حاملہ ہوئی۔
اور بجواب اس استبعاد مریم کے کہ میرے کیونکر بیٹا ہوگا فرشتہ کا یہہ جواب دینا کہ یہہ امر
خدا کے آگے ناممکن نہین اور اسکی نظیر مین ایک ایسا ہی خلاف عادت امر (بانجھ کے حاملہ ہونے)
کو پیش کرنا اور یہ نہ کہنا کہ یوسف (جو تیرا خاوند ہو چکا ہے یا آیندہ ہونے والا ہے) کے نطفہ
سے لڑکا پیدا ہوگا صاف یقین دلاتا ہے کہ مسیح یوسف کے نطفہ سے پیدا نہین ہوا اسلئے
اُن آیات کا جنمین مسیح کو یوسف و داؤد کا بیٹا کہا ہے باین طور تاویل واجب ہے کہ وہان بیٹے
سے شرعی اور سببی بیٹا مراد ہے نسبی اور صلبی بیٹا مراد نہین ہے اور چونکہ یوسف بوقت پیدائش
مسیح مریم کا شوہر ہو چکا تہا اور زوجہ کے بیٹے کو شوہر کا بیٹا شرعاً کہا جاسکتا ہے اسلئے مسیح کو یوسف
کا بیٹا کہا گیا اور اسی نظر سے اُسکو داؤد کا بیٹا کہا گیا۔

٭ جن معنی کہ مسیح کو خدا کا بیٹا کہا گیا ہے اسکا ایک نمونہ [illegible] (۲۵) آتا ہے۔

اور† جن لوگون نے بیٹے کو حقیقی اور صلبی بیٹے کے معنی مین سمجہا اونہون نے اسکا ترجمہ تخم یا پشت یا نسل سے کیا اور غلط فہمی سے اصلی معنی مرادی کو دوسرے معنی غیر مرادے سے بدل دیا- یہہ تبدل و تغیر تجویز کرنا ہمارا ایسا ہے جیسا کہ آپنے ورس ۱۶ باب ۱ انجیل متی اور ورس ۲۳ باب ۳- انجیل لوک کی نسبت تجویز کیا اور کہا کہ اصل نسخون مین یہان لفظ باپ تہا مگر یونانیون مین عیسائی دین پہیلانے کے خیال سے تغیر ہوا آپ کی تجویز اور ہماری تجویز مین اتنا فرق ہے کہ آپ عمداً یونانیون کی خاطر سے اسمین تغیر تجویز کرتے ہین اور ہم خطاً نا فہمی مراد کے سبب تغیر تجویز کرتے ہین اور اگر ہم یہہ تاویل نہ کرین اور آیات متمسکہ جناب کو ظاہری معنی پر حمل کرکے مسیح کو یوسف کے نطفہ سے اور حقیقةً داؤد کی نسب یا نسل یا تخم قرار دین تو آیات انجیل متی وغیرہ کا جس سے ہمنے تمسک کیا ہے کچہہ مطلب نہین بنتا اسیواسطے آپنے بہی اس فقرہ انجیل متی کا کہ وہ قبل ہمبستر ہونیکے حاملہ پائی گئی" کچہہ مطلب نہین بتایا بلکہ باوجودیکہ اسکے بعد و ماقبل کو ثبوت امر چہارم کے

† ان آیات اعمال حواریین اور نامہ رومیون کا جواب ہے جنمین مسیح کا داؤد کے تخم یا نسل سے ہونا بیان کیا گیا ہے

جو آپنے انجیل متی باب ۱ ورس ۱۶ مین یونانی نسخہ کرکے مسیح کا یوسف سے پیدا ہونا بزعم خود ثابت کیا ہے یہہ بجز اظہار یونانی دانی کے کچہہ ثمرہ نہین بخشتا- یونانی کون سی انجیل کی اصلی زبان ہے کہ وہ انگریزی و اردو انجیلو کی نسبت زیادہ بہروسہ و اعتبار کے لائق ہو سکے- وہ بہی تو بحسب اعتراف جناب بصفحہ ۲۰ جلد ۱ تفسیر بحری کی عبرانی انجیل کا ایک ترجمہ ہے جسکا نہ مترجم معلوم ہے کہ کون تہا اور کہان ہوا اور نہ زمانہ معلوم کہ کب کیا پہر اس ترجمہ یونانی سے ہاتہہ مارنا کیا فایدہ دیتا ہے اور اگر بہرحال آپ کے نزدیک یونانی کو ترجیح ہے تو آیہ ۲۳ باب ۳- انجیل لوک کو کیون یونانی سے نہ لیا اسمین ترجمہ انگریزی رومن کتہلک وغیرہ پر اعتماد کیا اور یونانی انجیل مطبوعہ یونیورسٹی بیبل سوسائٹی کیمبرج ۱۸۹۶ کا لحاظ نہ فرمایا جسمین بجائے لفظ باپ لفظ یوسف موجود ہے اور اگر یہان انگریزی ترجمے پر اعتماد کرنیکی کوئی خاص مصلحت تہا تو ترجمہ ۱۸۸۱ع کو [illegible]

[illegible]

[illegible]

ذیل مین نقل کیا اور یوسف کے ارادہ مفارقت مریم کا ایک جعلی وخیالی سبب بتایا۔ مگر اس فقرہ متنازعہ
فیہا کو خورد برد کرلیا نہ اسکو نقل کیا اور نہ اُسکا کچہہ مطلب بتایا۔ اس سے ہی یقین ہوتا ہے کہ درحقیقت
تاویل نہ کرنے آیات متمسکہ جناب کے ان آیات کا کچہہ مطلب نہین بنتا۔ پس لامحالہ اُن آیات کے
تاویل واجب ہے یا ان آیات مین کذب والحاق وتحریف لفظی کا ماننا پڑتا ہے۔ اور
یہہ بات نہ صرف عیسائیون کے برخلاف ہے بلکہ اعتقاد وتحقیقات جناب سے بہی مخالف
ہے۔ آپنے تبیین الکلام کی جلد اول صفحہ ۶۶ مین بیان اقسام تحریف مین فرمایا ہے۔ اول یہہ کہ کتب
مقدسہ مین کچہہ لفظ یا عبارت اپنی طرف سے بڑہا دین۔ دوسری یہہ کہ اُن مین سے کچہہ لفظ یا عبارت
گہٹا دین۔ تیسری یہہ کہ لفظون کو بدل دین یعنی اصل لفظ نکال کر اُسکے بدلے اور لفظ داخل
کرین۔ پہر صفحہ ۶۷ مین فرمایا ہے ہمارے مذہب بموجب (خاص ذات شریف کو مراد رکہتے ہین)
پہلے تین قسمون کی تحریف کا کتب مقدسہ مین واقع ہونا ثابت نہین ہے پہر نہ ہم خود بڑے زور شور
سے اس بات کا جوابدیا ہے اور تفسیر تحریر کے صفحہ ۴ مین فرمایا ہے مین اس بات کا قایل نہین
ہون کہ یہودیون اور عیسائیون نے اپنی کتب مقدسہ مین لفظی تحریف کی ہے اور اگر آپ اس
تحقیق سے اب انکار کرین اور انجیل مین تحریف لفظی کے قایل ہو جاوین چنانچہ مضمون انجیل متی
کے نسبت آپ کا یہہ کہنا کہ اگر یہہ بیان تسلیم کیا جاوے اور نیز یہہ فرمانا کہ "وہ انجیلین حضرت عیسی
کی ولادت کی نسبت ان خالص خیالات ظاہر کرنیکا ذریعہ نہین ہو سکتین" اسکی طرف مشعر ہے تو
اس سے ہمارا تو کچہہ حرج نہین بلکہ بڑا فایدہ ہے اور بہت کام نکلتا ہے مگر پہر آپ کو ان احادیث
مسیح کے تخم یوسف سے پیدا ہونے پر استدلال کرنا کب درست ہے آپ کے پاس وہ کونسا آلہ یا
پیمانہ ہے جس سے انجیل متی کے مضمون (قبل ہمبستر ہونیکے حاملہ پائی گئی) مین تحریف ثابت ہوتی ہے
اور اُن آیات کا جنمین مسیح کو یوسف کے تخم سے کہا ہے تحریف سے مبرا و محفوظ ہونا ثابت ہوتا ہے
اور جو آپنے شہادت قول پادری ہچارڈ واٹسن صاحب کے کہا ہے کہ مسیح کا بغیر باپ کے پیدا ہونا ایسا
مخفی رہا کہ حواریون نے بہی نہین جانا یہہ محض خیال فاسد ہے۔ اور یہ سمجھ سے ہے کی جرأت ہے جو

حال پیدایش مسیح کا انجیل لوک و متی سے بیان ہوا ہے یہہ متی حواری کا بیان ہے پہر یہہ کہنا کہ حواریون نے اسکو نہین جانا کیا معنی رکہتا ہے کیا متی آپکے نزدیک حواری نہین ہے یا جو کچہہ انجیل متی مین پیدایش مسیح کی نسبت بیان ہوا ہے یہہ متی کا قول نہین ہے کسی پہلے (مسیح کو خدا کا بیٹا کہنے والے) نے از خود ملا دیا ہے - یہہ بات اختیار کرین تو پہر آپ پر وہی سوال وارد ہے جو در صورت تجویز تحریف لفظی وارد کیا گیا ہے ہان انجیلون کی شہادت کے رو سے اس قدر مسلم ہے کہ مسیح کا بغیر باپ پیدا ہونا ابتداء زمانہ پیدایش مسیح مین شہرہ عام نہ تہا صرف بعض خواص کو معلوم تہا سو اسکی وجہ یہہ ہو سکتی ہے کہ اس امر کی عام اشتہار مین مسیح اور مریم کو ضرر پہنچنے کا اندیشہ تہا اگر عام یہودی اور خاصکر بادشاہ وقت (ہیرودیس) یہہ بات سن پاتے کہ یوسف کی منکوحہ کو لڑکا پیدا ہوا یہہ یوسف کے تخم سے نہین ہے تو وہ حضرت مریم کو بہ تہمت بدکاری سنگسار کرتے یا حضرت عیسی کو قتل کر ڈالتے - اسی خوف سے مریم اور یوسف نے اس امر کو مشتہر عام نہ کیا بلکہ جب نجومیون کے خبر دینے پر ہیرودیس نے مسیح کی تجسس کے لئے جاسوسون کو مقرر کیا تو یوسف عیسی اور مریم کو مصر کیطرف لے بہاگا†-

جواب امر سوم - آپ کا یہہ دعوی کہ مقدس اور بزرگ لوگون کو خدا کا بیٹا کہنا صرف یونانیون مین مروج تہا - انہی کی تقلید سے حواریون نے مسیح کو خدا کا بیٹا کہا ایسا غلط و بے بنیاد ہے جسپر سوائے ہو گا اور ہوگی دلایل متخیلہ جناب کے کوئی دلیل نہین ہے - جناب من مقدس اور بزرگ لوگون کو خدا کا بیٹا (بمعنی محبوب و مقرب) تو عہد عتیق مین بہت جگہہ کہا گیا ہے تعجب ہے کہ آپ کو باوجود دعوی ہمہ دانی کہین نظر نہین آیا -

یرمیاہ باب ۳۱ نمبر ۹ مین افرائیم کو خدا نے پہلوٹا بیٹا لکہا ہے زبور ۲ نمبر ۶ مین داؤد کو خدا نے بیٹا اور اپنے تئین اسکا باپ (یعنی مربی و مہربان) زبور ۸۹ نمبر ۲۶ و ۲۷ مین خدا نے اپنے تئین داؤد کا باپ لکہا ہے - خروج باب ۴ نمبر ۲۲ مین خدا نے اسرائیل کے حق مین فرمایا ہے کہ اسرائیل میرا بیٹا بلکہ میرا پہلوٹا بیٹا ہے (یعنی درجہ اول کا پیارا) اور پیدایش باب ۶ نمبر ۱ مین بہت لوگون

† [illegible]

کو خدا کا بیٹا کہا گیا ہے - پہر آپ کا کہنا کہ حواریون نے یونانیون کی تقلید سے مسیح کو خدا کا بیٹا کہا ہوگا باوجود دعوی ہمہ دانی کیا معنی رکہتا ہے یہان سے حضرات عیسائی ہی کچہہ فہم دانصاف سے کام لین اور غور کرین کہ جیسے مسیح کو خدا کا بیٹا کہا گیا ہے جس سے بجز محبوب یا مقرب یا ملہم ہونیکے کچہہ مراد نہین ہو سکتا - پہر عیسائیون نے بیٹا کہنے سے مسیح کا حقیقی بیٹا ہونا کیونکر تراش کر لیا اگر بیٹے کہنے سے خدا کا حقیقی بیٹا ہونا ثابت ہو سکتا ہے تو داؤد و اسرائیل کو کیون خدا کا حقیقی بیٹا نہین مانا جاتا طرفہ یہہ کہ خود حواریون نے خدا کا بیٹا ایسے وسیع معنی مین استعمال کیا کہ اُسمین ماو شما سب کا داخل ہونا ممکن ہے - اعمال باب ۱۷ نمبر ۲۹ مین پولوس مقدس نے اپنے تئین خدا کی نسل کہا ہے - رومیون باب ۸ نمبر ۱۴ مین سب پیروان ہدایت روح کو خدا کا فرزند کہا ہے اور ۲ قرنتیون باب ۱ نمبر ۱ مین پولوس مقدس نے خدا کو اپنا باپ کہا ہے ایسا ہی افسیون باب ۴ نمبر ۴ مین ہے اور عبرانیون باب ۲ نمبر ۱۰ مین بہت لوگون کو خدا کا فرزند کہا گیا ہے اور یعقوب باب ۳ نمبر ۹ مین خدا کو اپنا باپ کہا ہے یوحنا باب ۳ نمبر ۲ مین خدا کو باپ اور اپنے تئین خدا کا فرزند کہا ہے - انجیل متی باب ۵ نمبر ۹ مین سب صلح کرنیوالون کو خدا کا فرزند کہا ہے باین ہمہ وسیع استعمال کے اگر حواریونکی کلام مین یا کہین عہد عتیق مین مسیح کو بہی خدا کا بیٹا کہا گیا ہے تو اس سے مسیح کی کیا خصوصیت ہے جس سے وہ خدا کا بیٹا متصور ہے - اس طرفہ پر طرہ یہہ کہ جو لوگ مسیح کو خدا کا بیٹا کہتے ہین وہی لوگ مسیح کو خود خدا ہی کہتے ہین پر یہہ نہین سمجہتے کہ ایک شخص خود اپنا ہی بیٹا کیونکر ہو سکتا ہے -

اس چیستان کے ثبوت وبیان مین یہہ لوگ عجیب تقریرین پیش کرتے ہین اور مسیح کے خدا معبود خالق مالک قادر مطلق ولاتبدیل ہونیکے ثبوت مین عہد عتیق کے چند مقامات سے ہاتہہ مارتے ہین مگر واقع مین بجز ظن وتخمین وتحریف وتاویل کوئی سند نہین رکہتے - ہمنے انکی کتاب تفصیل الکلام کے باب ۲۳ کو جسمین مسیح کی نسبت ان صفات کا ادعا کیا ہے اور اسپر چند مقامات بیبل کا بطور فہرست حوالہ دیا ہے) تفحص کیا تو اسکے سبہی حوالون کو محض حیلون اور تاویلون سے مبنی پایا مگر اس مقام مین اسکی تفصیل اجنبی ہے -

جواب امر چہارم - بیان امر چہارم مین تو آپنے اس دلیری اور دریادلی کے ساتھہ کذب و مغالطہ سے کام لیا ہے کہ کوئی دقیقہ اسکے دقایق سے فروگذاشت نہین کیا جو کچہہ فرمایا ہے اسمین دہوکا دیا ہے پہر آپکی دلیل سے آپکا مدعا ثابت نہین ہوتا - آپنے کیلوپسکلوپیڈیا کی عبارت پر مغالطہ آمیز حواشی لگا کر اُس سے کام لیا ہے ورنہ اصل عبارت متمسکہ جناب مین تو آپکی دعاوی کا نام و نشان بہی نہین ہے بلکہ اسکا خلاف و ابطال بوجوہ ذیل پایا جاتا ہے -

(۱) اس عبارت مین منگنی کو صرف وعدہ نکاح کہا ہے اور اسکا عنوان یہہ بتایا ہے کہ اتنی مدّت کے بعد تو میری زوجہ ہوگی جسکا صاف یہہ مطلب ہے کہ اس مدّت کے پہلے وہ زوجہ نہین ہوتی آپنے بدست آویز نکاح خطاء و رفاتحہ خیر معمولی مسلمانان دیار ہند اس منگنی کو دم نقد نکاح ٹہرا دیا ہے اور اسکا یہہ مطلب قرار دیا ہے کہ تو اب ہی سے میری زوجہ ہو گئی اور یہہ نہ سوچا کہ ہوگی اور ہو گئی مین صریح فرق ہے ہمارا یہہ مغالطہ اہل عقل و انصاف کے سامنے کیونکر چل سکیگا -

(۲) اس عبارت مین منگنی کے بعد صرف رویت زوجہ کا جواز بیان کیا ہے چنانچہ شریعت محمدی مین بہی اُس عورت کا (جس سے کوئی نکاح کرنا چاہے) دیکہنا جائز ہے - آپ نے بدست آویز و لقیاس دستور العمل اُن عیسائیون زمانہ حال کے جو انگیجمنٹ (یعنی نسبت موکدہ) کے بعد اور شادی سے پیشتر زن منسوبہ سے مدتون بطور امتحان مباشرت کرتے ہین جواز رویت سے جواز مباشرت تراش لیا ہے - اور اسپر ثبوت نسل و جواز توالد کا بہی حاشیہ چڑہا دیا - اور یہہ لحاظ کیا کہ جس عبارت سے ... ... نوی پر استشہاد کر رہے ہین اسمین اس مباشرت و جواز توالد و ثبوت نسب کا ذکر کہان ہے پہر اہل عقل و انصاف کے سامنے ہمارا یہہ دہوکہ کیونکر چہپا رہیگا -

(۳) اس عبارت مین مسیح کو نسبت شدہ باکرہ سے متولد کہا ہے آپ نے اُسکو منکوحہ موطوئہ (اپنے مباشرت کردہ شدہ) سے متولد بنا دیا اور یہہ نہ سوچا کہ مباشرت کردہ شدہ عورت کو باکرہ کب کہا جا سکتا ہے پہر ہمارا یہہ حیلہ و تصرف کیونکر مخفی رہیگا -

(۴) اس عبارت مین تو مریم کی منسوب ہونے کی حکمتون کو بیان کیا ہے جسکا حاصل یہہ ہے کہ مریم کی

یوسف کیطرف منسوب ہوکر بلا پدر بچہ جننے مین یہہ حکمتین نہین کہ مسیح کے بغیر باپ پیدا ہونے سے
منکر اور اُسکے دشمن بحسب ظاہر یوسف کو مریم کا شوہر دیکھکر اُسیکا بیٹا سمجھین اور بلا پدر پیدا ہونیکی حقیقت
وحقانیت سے کور چشم ہونیکے سبب مسیح پر طعنہ نہ کرین - اور اسکی والدہ کو زنا کی سنرا نہ دین اور حقیقت
شناس مومن تو جان ہی لینگے اور مان ہی جائینگے کہ وہ بکر حاملہ ہوئی ہے اور بغیر باپکے بچہ جنی ہے
اور آپنے یہہ باتین یوسف کے تخم سے مسیح کی پیدایش کے سمین قرار دی ہین سو ببین تفاوت
راہ از کجاست تا بکجا —

الحاصل اس عبارت مین منگنی کو نکاح نہین لکھا اور نہ بعد منگنی کے مباشرت کا جواز بتایا ہے اور نہ
یوسف کا مریم سے ہم بستر ہونا بیان کیا ہے - بلکہ اِن سب باتون کا خلاف بیان کیا ہے اسلئے
اِس عبارت مین ثبوت دعوی جناب کا کہین اثر و نشان نہین ہے - ہان آپ کے حواشی سے ایسا
مطلب نکلتا ہے مگر اُن حواشی مین صداقت وحقانیت کا شائبہ بھی نہین ہے -

یہہ آپ کی متمسکہ عبارت سیکلوپیڈیا سے آپ کے مدعا کی تکذیب ہے اب ہم اصل کتاب کیڈوسیکا پیڈیا کی
طرف مراجعت کرتے ہین اور اِس سے بڑھکر تکذیب حواشی جناب اس کتاب سے نکالتے ہین -

ہمنے اِس کتاب کو بچشم خود دیکھا اور بزبان خود پڑھا اسمین جملہ حواشی جناب کا صریح خلاف پایا اسکی
جلد سوم مطبوعہ ایڈنبرگ دار السلطنت سکاٹلنڈ کے صفحہ ۵۷ مین بعنوان میرج یعنی شادی
یہہ تمہید کی ہے کہ بیان رسوم نکاح مین ضروری ہے کہ ایک زمانہ کی رسم کا دوسرے زمانہ کی رسم
سے خلط ملط نہ ہو اسلئے ہم تین زمانون کی رسمین علیحدہ علیحدہ بیان کرتے ہین - اول زمانہ قبل از موسی
دوسرہ از زمانہ شریعت ملنے سے قید بابل تک تیسرا از زمانہ جلاوطنی سے آخر تک - پھر رسوم زمانہ اول و دوم
کو تفصیل بیان کیا جس کا بیان ہماری بحث و مقصود سے اجنبی ہے - پھر صفحہ ۸۴ رسوم زمانہ سوم
جس سے ہمکو بحث ہے بہ تفصیل ذیل بیان کیا -

اول ہونیوالے کو پسند کرنے اور اسکی نسبت یا منگنی کا دستور تب تک لڑکا لڑکی نابالغ یعنی لڑکا تیرہ سال کا اور
لڑکی بارہ سال کی ہوتی انکی منگنی کا اختیار والدین کو ہوتا اور بعد بلوغ خود انکو اختیار ہوتا

ہیکل کا حلسہ اسکا عمدہ موقع سمجہا جاتا۔ مشنہ (کتاب حدیث یہود کا نام ہے) اس موقع پر یروسلم کی جوان لڑکیان سفید لباس مستعار لیکر پہنتین اور انگورون کے باغون مین سے گاتی اور رقص کرتی ہوئی گذرتین اور کہتین کہ اے جوان آدمی اپنی آنکھ اُٹھا اور دیکھہ کس کو پسند کرتا ہی اور اپنی آنکھ ظاہری خوبصورتی پر نہ لگا بلکہ صالح خاندان کو دیکھ × × × × پس جو عورت کسیکو خوش آتی اُسے پسند کرتا اور وہ یا اُسکا باپ لڑکی کے باپ کو اس امر سے اطلاع دیتا تب وہ قانونًا باہم منسوب ہوتے اور اس نسبت کی شہرت کے لئے لڑکی کے گہر مین ضیافت کی جاتی (حیوو وہتہ وقدوشین فلان فلان کتاب یہود)

اب وہ عورت میڈ سیکرڈ Mad Sacred یعنی دولہ کے لئے مخصوص و مس غیر سے بہرا و محفوظ کہلاتی۔ اس منگنی کی لیگل Lagal یعنی شرعی یا قانونی ہونیکے لئے† تین طرق مفصلہ ذیل سے ایک طریق عملمین آتا۔ ایک یہ کہ مال یا مالی چیز حق منگنی لڑکی کو اور اگر وہ نابالغ ہو تو اُسکے باپ کو دیا جاتا۔ دوم خط یا معاہدہ تحریری لڑکی یا اُسکے باپ کو مرد دیتا۔ سوم مرد عورت دو گواہون کے سامنے BetroThel بٹروتہل یعنی نسبت کا کلمہ کہکر خلوت

---

† یعنی ان طرق کے عملمین لانیسے پہر وہ شرعًا اسکی منسوبہ ہو جاتی اور منگنی شرعی ہو جاتی۔ پہر منجملہ ان تین طرق کے طریق سوم کو بیحیائی قرار دینا اور اسکے ارتکاب پر تعزیر لگانا صاف بتاتا ہے کہ یہ امر انکی شریعت مین جایز نہ تہا۔ اگر اسمین منگنی کا ثبوت ہوجاتا۔ اسکی نظیر اسلامی احکام مین یہ ہو کہ اگر کوئی کسیکی قیمتی چیز بلا اجازت چوری یا غصب سے تصرف مین لاوے تو اگرچہ یہ فعل اسکا شرعًا ناجایز ہے مگر اس فعل سے عوض دینا وان دلانیکا حکم ثابت ہو جاتا ہے وہ چیز بصورت نقصان و تغیر اسیکو دیجاتی ہے اور اسکی قیمت اس سے لی جاتی ہے ❊

جناب مخاطب یا جس نے یہ مضمون سیکلوپیڈیا سے آپ کو منتخب کر دیا ہے اس بات کو نہین سمجہا۔ سیکلوپیڈیا کے اس فقرہ سے کہ ان طرق ثلثہ سے یہ منگنی شرعی ہو جاتی جواز مباشرت نکال لیا۔ اور یہ غور نہ کیا کہ اگر یہ طریق شرعًا جایز ہوتا تو اس کو بے حیائی کیون کہا جاتا اور اس کا مرتکب مستوجب تعزیر کیون ہوتا ❊

(قدلشین) میں چلی جاتی مگر اس امر کو بے حیائی خیال کیا جاتا اور اسپر کوڑی لگائی جاتی
(مطابق ۲۴ باب) اور نسبت کیوقت یہ کلمہ سُنایا جاتا کہ دیکھو تو شریعت موسی اور بنی اسرائیل کے
فلانے شخص کے لئے مبشر و نامزد Betrothed یعنی منسوب کی جاتی - اگرچہ منگنی ابتداء نکاح
ہے اور بلا طلاق جدائی نہ ہوسکے مین مثل نکاح ہے تو بھی ایکچوئل Actual یعنی واقعی
نکاح کے لئے بکر کو بارہ مہینے کی اور بیوہ کو ایک مہینہ کی تیاری کے لئے مہلت دی جاتی (کتوبتھ ۵۷ الف)

منسوب و منسوبہ کی ملاقات بحالت نسبت دستور مختلف شہروں کے مطابق ہوتی (مشنہ کتوبتھ ۲) جب یہ منگنی پیچھے کر رسم شادی سے ملکر بہت پختہ و سنجیدہ ہوجاتی تو اسکو
ہمارے محاورہ مین انگیجمنٹ† یعنی عہد و پیمان شادی کہا جاتا × × × × ×

‡ مضمون معاہدہ منگنی - الف اپنی باپ ب کی رضامندی سے ت لڑکی ث کو بذریعہ
نکاح اور منگنی کے قبول کرنیکا انگیجمنٹ یعنی عہد کرتا ہے مطابق شرع موسی و بنی اسرائیل کے
اسکے بعد ایک کو دوسرے سے کوئی امر از قسم مال و اسباب مخفی نہ رکھنا چاہیئے بلکہ جایداد و دیگر سامان ظاہر
ہوگا اور دولہ کا باپ اپنی لڑکے کو عمدہ لباس پہنا دیگا اور اتنا روپیہ نقد دیگا اور دولہن کا باپ
اپنی لڑکی کو جہیز اور زیور اتنی مالیت کا اور اثاث البیت دیگا اور دولہ کو بہالردار پوشاک ہونا کے
وقت پہنی جاتی ہے دیگا - اور نکاح انشاء اللہ تعالی فلان تاریخ فلان مقام مین دولہن کے باپ کی
لاگت سے ہوگا ٭

اسی قسم کے اور عہد و اقرار فریقین کرتے اور فریقین سے لوگ آپس میں ضامن و کفیل ہوجاتے × × ×

دوم شادی کیواسطے (مشنہ) مین پوری عمر اٹھارہ برس ہے × × × شادی کا دن
ابتداء مین بکر کے لئے بدھ کا روز مقرر تھا اور بیوہ کے لئے جمعہ کا دن - شادی کی دعوت دولہ کے

† اگرچہ بعض انگریزون مین انگیجمنٹ کے بعد مباشرت کا معمولی رواج ہے مگر یہودیون مین یہ امر جایز نہ تھا دیکھو اوپر کی سطرین -

‡ یعنی بذریعہ منگنی کے بالفعل اور بذریعہ نکاح کے آیندہ حسب انتظام کرنیکا ٭

Engagemen

پھر شام کے وقت ہوتی - اُسدن دولہ دولہن روزہ رکھتے اور اپنے گناہون کا اقرار کرتے اور
انکی تقصیرات معاف ہوتین - دولہن اگر باکرہ ہوتی کہلے بال اور مرد کا ہار اپنے گلے مین پہنتی اور
باجے اور گانے اور رقص کے ساتھ دولہ کے گہر لائی جاتی - اپنے رشتہ دارون اور دوستون کے
ساتھ جو مرد کا ہار پہنے ہوئی ہوتی اور کہجور کی پہریان ہاتھ مین لئے ہوئے جس راستہ سے برات گذرتی
بنی اسرائیل مرحبا کہتے × × × × دولہ کے گہر پہنچتین تو دولہ دولہن کو ہاتھ سے پکڑکر
ڈیوڑھی مین لیجاتا - اُسوقت نکاحنامہ جسکا ذکر تودہ کی کتاب مین ہے لکہا جاتا - جسمین اقرار
ہوتا کہ باکرہ کے واسطے دو سو اور بیوہ کیواسطے ایک سو دینار مقرر ہیں خواہ فریقین غریب ہون خواہ
تونگر - اگرچہ بعد اسکے کسی خاص عہد کرو سے زیادہ کیا جاسکتا ہے - اس وثیقہ کے لکہے جانیکے
پہلے نکاح نہین ہونا چاہئے - انقلاب زمانہ سے اس وثیقہ کے الفاظون مین مختلف
تغیر ہوگئے ہین جو تالمود مین بیان ہو سو یہ ہے - چوتھے دن ہفتہ کے دن تاریخ فلان
ماہ فلان سنہ فلان پیدایش دنیا سے الف بیٹے ب نے س بیٹی آ ج سے کہا تو بموجب شرع
موسی اور بنی اسرائیل کے میری زوجہ ہو اور مین تیرے لئے کسب کرونگا تیری عزت کرونگا
تیری پرورش کرونگا اور یہودی خاندان کے دستور کے موافق تیری حاجت روائی کرونگا جو اپنی
بی بیون کے لئے کسب کرتے ہین اور انکی عزت اور پرورش کرتے ہین اور دیانتداری سے انکی ضروریات
مہیا کرتے ہیں اور نیز میں تجہے تیری بکارت کے سبب دو سو سویس چاندی دیتا ہون جو کہ شرعاً تیری
ملک ہو اور تیری خوراک تیرا لباس اور جو کچھ تیرے گذارہ کے موافق ہو دونگا - اور میں تیرے پاس
آونگا جیسے کہ ساری دنیا مین دستور ہے - اور اس عورت نے منظور کرلیا اور اسکی زوجہ ہوگئی - پہر
اسی قسم کے قول و قرار انمین ہوتے پہر ربی (عالم یہود) سات بار مبارکباد پڑہتا اور سب لوگ مبارک کہتے -
یہ عبارت کیتہوسیکلوپیڈیا کا خلاصہ ترجمہ ہے جس سے بعض رسوم و حالات منگنی و نکاح کو بنظر اختصار
چہوڑ دیا گیا ہے - اسمین ان الفاظ کو (جنسے مخاطب یا انکے اُستاذ محرر مضمون نے منگنی کو نکاح سمجہ لیا ہے)
بعینہا انگریزی اور فارسی حروف میں نقل کیا گیا ہے تاکہ ناظرین ان الفاظ میں غور کرین اور امداد حق دین

اسی غرض سے عبارت آیندہ مین جو الفاظ محل بحث واختلاف ہیں انکو بعینہا انگریزی و فارسی حروف مین لکھا جائیگا۔ اس عبارت میں بہت سے امور در سوم میں منگنی و نکاح کا تفارق و تباین بیان کیا ہے۔ مگر از انجملہ جنسے منگنی و نکاح مین نوعی تفارق و تباین ثابت ہوتا ہے دو امر بیان کئے ہین اول یہ کہ منگنی مین صرف عہد و وعدہ نکاح ہوتا کہ فلان مہینے و فلان تاریخ کرینگے۔ اور اسدن منسوب و منسوبہ باہم زوجہ ہونگے اور نکاح مین ذہم لفظ ایجاب و قبول ہوجاتا اور ازدواج بالفعل وقوع مین آتا اور اس وعدہ کا ایفا ہوتا۔ یہ امر عبارت متمسکہ جناب مین بھی پایا جاتا ہے چنانچہ بصفحہ (۴۷) اسپر تنبیہ کیا گیا ہے امر دوم یہ کہ منگنی کے بعد منسوبین کو صرف باہمی رویت یا بدون خلوت ملاقات کا اختیار و جواز ہوجاتا خلوت یا مباشرت کا جواز نہ ہوتا بلکہ اسکا مرتکب کوڑون سے پیٹا جاتا اور نکاح کے بعد خلوت و مباشرت کا جواز ہوجاتا بلکہ یہی امر اسکی غایۃ و مقصود اصلی تھا۔ ان دونون امر مین منگنی اور نکاح کا متباین و جدا ہونا صاف یقین دلاتا ہے کہ یہودی شریعت میں منگنی نکاح نہیں ہے اور اسکو فاتحہ خیر یا نکاح خطبہ (جسمین دہم لفظ ایجاب و قبول پایا جاتا ہے) کچھ مناسبۃ و مشابہۃ نہین ہے بلکہ وہ اس منگنی سے مشابہۃ ہے جو ہندؤن مین اور ان کی پیروی سے بعض مسلمانون مین معمول و مروج ہے کہ لڑکی والے لڑکے کے مونھہ میں خرما وغیرہ شیرینی دیدیتا ہے یا حجام کے معرفت لڑکے کے گھر مین روپیہ نقد بھجوا دیتا ہے اور لڑکے والے لڑکی کے لئے کپڑون کا جوڑہ یا زیور یا قند بھجوا دیتا ہے اور فریقین سے کوئی لفظ لڑکی لینے دینے یا نکاح کرنے کرانے کا زبان پر نہین لایا جاتا۔

یہ تمام یہودی کی رسوم و احکام منگنی کے بابت سیکلوپیڈیا کا بیان ہے جس سے آفتاب نیمروز کی طرح ثابت ہو رہا ہے کہ جو مخاطب نے لکھا ہے کہ یہودی شریعت مین منگنی عین نکاح ہے اور منگنی کے بعد مباشرت جایز ہوجاتی ہے اور ان باتون مین سیکلوپیڈیا کا حوالہ دیا ہے محض کذب و صاف مغالطہ ہے۔ اب سیکلوپیڈیا سے آپ کا وہ کذب و مغالطہ ثابت کیا جاتا ہے جو خاص حضرت مریم و یوسف کی حالات منگنی و پیدائش مسیح کے باب مین سرزد ہوا ہے اور اسمین آپنے سیکلوپیڈیا کا حوالہ دیا ہے۔ اسی جلد سیکلوپیڈیا کے صفحہ ۹۲ مین ہے۔

مریم باکرہ

مسیح کے باب مین بڑی دو پیشین گوئیان پوری ہونیوالی تہین ایک یہ کہ وہ نرالی طور پر عورت کے تخم سے پیدا ہو - دوسری یہ کہ وہ داؤد کا بیٹا ہو - پہلے امر کے ثبوت مین مولف نے کئی کتابون کا حوالہ دیا ہے پہر لکھا ہے کہ اس امر نے بذریعہ فرشتے جبرئیل کے باکرہ مریم سے تکمیل پائی - دوسرے امر کا کافی ثبوت نہین دیا اور لکھا کہ مریم کا خاندان داؤد سے ہونا بیبل سے ثابت نہین . کے قیاسات اور خارجی روایات سے ثابت ہے اور کہا کہ مسیح کو یوسف کی اولاد سے لکھنا اور اسکے ذریعہ سے مسیح کو داؤد کی اولاد قرار دینا حکایت پیدائش معجزہ کو باطل کرتا ہے اور اس سے دین عیسوی الٹ جاتا ہے - مولف کے اس بیان سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ مصنف کا اعتقاد وادعا یہی ہے کہ مسیح صرف تخم مریم سے پیدا ہوا ہے اسمین تخم یوسف کا دخل نہین ہے - گو مسیح کا ابن داؤد ہونا اس سے بدلیل قوی ثابت نہین ہو سکا اور صفحہ ۹۱ اس کتاب کے کہا ہے کہ زمانہ منگنی مین حضرت مریم حسب رواج یہود کے اپنی مان باپ کے گہر رہتی اور اسکو انٹنڈڈ ہسبنڈ[۵۱] یعنی اپنے تجویز شدہ یا منسوبہ شدہ خاوند سے بلا وساطت یا شراکت تیسرے شخص کے کومیونیکیشن[۵۲] یعنی بات چیت کرنا و میل نہ ہوتا - اس منگنی کا اثر و فایدہ اظہار اعلیٰ درجہ اُن کی تقدس بکارت کا تہا کیونکہ موسوی شریعت کی بموجب درصورت دور ہونے عصمت زن منسوبہ کے دونون (یعنی زن و زانیہ) کو سنگسار کیا جاتا - اور اسی جرم سے درصورت نامنسوب ہونے عورت کے مرد کو خفیف سزا دی جاتی اور عورت کی شادی کر دی جاتی ۔

مسیح کے بجائے باکرہ مجردہ کے باکرہ منسوبہ سے پیدا ہونے مین حکمت الٰہی کے بیان مین کئی ایک عمدہ اور زیبا بات یہ ہے کہ والدہ مسیح کی باکرہ ہونے پر کوئی گواہ ہو اور اسکا کوئی پروٹکٹر[۵۳] یعنی محافظ ہو اور مسیح کا فاسٹر فادر یعنی موہنہ بولا باپ یا پرورش کنندہ باپ ہو اور وہ ایسا شخص ہو کہ تخت داؤد کا وارث ہو تا کہ اپنی اڈپٹڈ سن یعنی متبنّیٰ بیٹے کو حقوق اس رتبہ کے دے اور وہ تمام شخصون مین سے اور دعویدار کے دعوے کو رد کرنے کا مستحق ہو - اور آرچن اور گنیشس کے خیال مین اسکی حکمت

[۵۱] Intended husband. [۵۲] Communication.

یہ ہے کہ شیطان پیس مسیح کا بغیر باپ پیدا ہونا ظاہر نہ ہو۔ مگر زیادہ سیدہا اور عادی وہی بیان اول ہے
یہ مضمون سیکلوپیڈیا کا خاص حضرت مریم اور یوسف اور مسیح کے متعلق (جو باختصار بیان ہوا ہے)
امور ذیل پر نص صریح اور تصریح قطعی ہے (۱) حضرت مریم اور یوسف منگنی کے زمانہ مین ہم بستر
ہو کیا بلا وساطت تیسرے شخص کے ہم مجلس و ملاقی بھی نہ ہوئے (۲) پیدایش مسیح دُنیا سے نرالی
صرف تخم مریم سے ہوئی ہے (۳) یوسف سے مریم کی منگنی اسلئے ہوئی ہے کہ یوسف اس بات
کی شہادت دے کہ مریم بکر حاملہ ہوئی ہے پیدائش مسیح کے پہلے اُس نے اِس سے صحبت نہین کی
(۴) یوسف مسیح کا موںھ بولا یا پرورش کنندہ باپ تھا حقیقی باپ نہ تھا (۵) مسیح اسکا متبنّی بیٹا
تھا نہ حقیقی و صلبی بیٹا (۶) یہ حکمتین جو بیان ہوئی ہین یہ مریم کے منسوب ہونیکی حکمتین ہین نہ مسیح
کے تخم یوسف سے پیدا ہونے کی حکمتین۔ اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ جو آپنے بہت دیر
کیتھو سیکلوپیڈیا کے یوسف نجار کا بحالت منگنی مریم سے ہمبستر ہونا اور اُس سے مریم کا حاملہ ہونا
اور مسیح کا متولد ہونا تجویز کیا ہے محض دروغ بے فروغ ہے جبکہ اِس کتاب مین کہین نام و نشان
نہین ہے اور جو آپنے اِس کتاب سے پیدایش مسیح کی حکمتون کا بیان و اظہار کیا ہے وہ بھی شتر
گربہ سے خالی نہین ہے۔ سابقاً بصفحہ ۴۷ ہمنے بطور تنزل اِس نقل و بیان کو مانکر اسکا مطلب
آپکے قول کا مکذب بیان کیا تھا۔ اب بنقل اصل عبارت سیکلوپیڈیا یہ بتا دیا کہ حکمت اول
و دوم آپکی حکمت عملی کا نتیجہ ہی اِس کتاب مین اسکا ذکر ہی نہین ہے ✣
معلوم ہوتا ہے کہ جناب مخاطب نے اصل کتاب سیکلوپیڈیا سے ان عبارات کو نقل نہین کیا اور نہ
اِس کتاب کو کبھی آنکھ سے دیکھا ہے کسی حواری کے (جن سے ہم خوب واقف ہین) بیان و تقلید
پر اعتماد کر کے جو کچھ اُنہون نے بتایا یا لکھ بھیجا اسکو بلا تحقیق درج تفسیر کر دیا اور اپنی فراخ
نظری و راست بیانی کو خوب ظاہر کر دکھایا یہ پردہ دری علم و معلومات جناب اس طعن
و بہتان کی سزا ہے جو مریم عفیفہ صدیقہ پر آپ نے جمایا ہے اور انکو یوسف نجار کا فراش ٹھرایا
بعض اکابر نے کیا اچھا کہا ہے ؎ چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد ٭ میلش اندر طعنۂ پاکان کند

پھر جو کیتھولک سیکلوپیڈیا میں منگنی کے پیچھے اور نکاح سے پہلے خلوت او صحبت کو ناجایز بتایا ہے ایسا ہی کتب یہود میں موجود ہے اور اسی پر اسوقت کے یہود کا عمل ہے۔ ہم نے اصل کتب یہود اور علماء یہود کیطرف رجوع کیا تو اُن کو سیکلوپیڈیا کے بیان کا مصدق پایا اور یہی مضمون اور کتب عیسائیوں میں دیکھا۔

یہودیوں کی کتاب نماز میں ہے مبارک ہے تو اے خدا بادشاہ عالم کا جو ہم لوگوں کو مقدس کیا اپنے فرمانوں میں اور ہمکو بتادیں جو عورتیں کہ حرام ہیں اور حرام کیں ہمارے لئے عورتیں منگنی والیاں اور حلال کیں ہمارے لئے عورتیں بیاہ والیاں خاص نکاحوں کے ذریعہ سے۔

مبارک تو اے خدا کہ مقدس کیا قوم بنی اسرائیل کو بذریعہ نکاح پاک کے +

اس مضمون کی اصل عبارت عبرانی یہ ہے

בָּרוּךְ אַתָּה ד׳ אלה מֶלֶךְ הָעוֹלָם אֲשֶׁר קִדְּשָׁנוּ
בְּמִצְוֹתָיו וְצִוָּנוּ עַל הָעֲרָיוֹת וְאָסַר לָנוּ אֶת
הָאֲרוּסוֹת · וְהִתִּיר לָנוּ אֶת הַנְּשׂוּאוֹת לָנוּ
עַל יְדֵי חֻפָּה בְּקִדּוּשִׁין · בָּרוּךְ אַתָּה ד׳ מְקַדֵּשׁ
עַמּוֹ יִשְׂרָאֵל עַל יְדֵי חֻפָּה בְּקִדּוּשִׁין :

(اسکی تحریر فارسی حروف میں بطور رومن یہ ہے)

بَارُوخ اَتَّاه اَدُونَائی مِیلِخ هَاعُولَام اِشَر قِدِّشَانُو بِمِصْوُتَاو وِصِوَّانُو عَلْ هَعَرِیُوث
وِاِسَرْلَانُو اِتْ هَارُوسُوث وِهِتِّیرْلَانُو هَنِّسُواُوثْ لَانُو عَلْ یَدِی حُوپَّا بِقِدُّوشِین
بَارُوخ اَتَّاه اَدُونَائی مِیقَدِّش عَمُّو یِسْرَئِیل عَلْ یَدِی حُوپَّا بِقِدُّوشِین۔ +

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ منسوبہ عورت سے قبل نکاح مباشرت سخت حرام ہے حتی کہ اسکا ذکر یہودیوں کی ادعیہ نماز روزانہ میں داخل ہے +

اندنوں لاہور میں ایک جنٹلمین یہودی کا نکاح ہوا تو اسمیں اسی رسم و حکم پر عمل ہوا - منگنی کے پیچھے اور نکاح سے پہلے منسوب اور منسوبہ یکجا ہونے نہ پائے - دونوں کے پاس پہرے متعین رہے جب دور دور (کلکتہ وغیرہ) سے دس نفر یہود کو بلا کر جمع کیا گیا اور ان کے ربی (عالم یا ملاجی) نے نکاح پڑھا تب اُن کو اختلاط حلال ہوا - اسی عالم یہودی سے ہم نے یہ امر زبانی دریافت کیا تو اُس نے یہ جواب دیا کہ منگنی سے پیچھے اور نکاح سے پہلے عورت منسوبہ سے خلوت و صحبت یہودی شریعت میں ایسی حرام ہے کہ اگر اس سے اولاد ہو تو وہ اولاد حرام شمار کی جاتی ہے اور وہ عبادت گاہ میں آنے اور شامل ہونے نہیں پاتے ؛

عیسائی علماء کا بھی اس مسئلہ کی نسبت یہی خیال ومقال ہے چنانچہ ریورنڈ کلارک نے تفسیر انجیل متی کے صفحہ ۱۲ میں لکھا ہے کہ فرشتہ مریم کو جو حالت منگنی میں ہے یوسف کی جورو بتاتا ہے - یہاں سے ظاہر ہے کہ جورو کا لقب منگنی کی حالت میں عورت پر جاتا ہے مگر بعض بدکاروں کے دستور اپنے پر حالت منگنی میں ہمبستر ہونا حرام کاری ہے اگرچہ مجازاً جورو ہے پر یقیناً جب ہوگی جب نکاح ہو جائیگا ؛

اِن شہادات وبیانات سے صاف ثابت ہوا کہ جو کچھ اپنے ثبوت امر چہارم میں کہا ہے کذب ومغالطہ ہے نہ عام یہودیوں میں منگنی کو نکاح سمجھ کر صرف منگنی کے بعد عورت سے ہمبستر ہوجانا سمجھا جاتا اور نہ خاص حضرت مریم و یوسف کو منگنی کے بعد ہمبستری کا اتفاق ہو کر یوسف سے مسیح کا حمل ہوا - بلکہ یہ حمل (چنانچہ انجیل متی میں ہے) یوسف و مریم کے ہمبستر ہونیسے پہلے پایا گیا - اور جو آپ نے اِس آیۃ انجیل متی کے جواب میں کہا ہے کہ عام رسم کے برخلاف حمل ہو جانے کے سبب یوسف نے مریم کو چھوڑنے کا ارادہ کیا ہوگا اس جواب میں آپ نے مردانگی سے کام نہیں لیا مردانگی یہ تھی کہ اس آیۃ کے اِس فقرہ متنازعہ فیہا کو (جسمیں ہمبستر ہونیسے پہلے حاملہ ہونا بیان کیا گیا ہے) نقل کرتے اور اسکا جواب دیتے - یہ کیا مردانگی اور بہادری ہے کہ اصل متنازعہ فیہ امر جس سے مسیح کا بغیر باپ پیدا ہونا آفتاب نیمروز کی طرح ثابت ہوتا ہے تعرض نہیں کیا

اور ادہر اُدہر کی باتون کا اناپ شناپ جواب دیدیا اور لوگون کو یہ جتایا کہ ہمنے مسیح کا باپ سے پیدا ہونا انجیل سے ثابت کیا ہے اور جس آیۃ انجیل سے لوگ بغیر باپ پیدا ہونا نکالتے ہیں اسکا بخوبی جواب دیدیا ہے یہ دلیریان اسی خیال پر ہیں کہ ہماری اُمۃ میں ہماری باتوں پر بے دیکھے بن سمجھے ایمان لایا جاتاہے۔ مگر افسوس یہ امر ذہن نشین جناب نہیں ہوا کہ ہماری کلام کو کوئی ہمارا مخالف دیکھیگا تو وہ اسپر بجز ہنس دینے کے کیا کریگا ٭

بالجملہ جو کچہہ آپنے امور اربعہ کے ثبوت میں لکھاہے اسمیں جو صحیح ہے وہ آپ کی ثبوت دعوی میں صریح نہیں اور جو صریح ہے وہ صحیح نہیں یعنی جو آپنے امر اول کے ثبوت مین لکھاہے کہ (شہادت انجیل) مسیح داؤد اور یوسف کا بیٹاہے یہ امر صحیح ہے مگر اس معنی میں صریح نہیں ہے کہ وہ صلبی اور نسبی بیٹاہے باقی جو کچہہ آپنے امور ثلثہ کے ثبوت مین کہاہے اسمیں ایک لفظ صحیح نہیں جو کچہہ کہاہے صریح کذب و صاف مغالطہ ہے۔ اسپر اگر آپ کو کچہہ غیرت آوے یا حمیت جوش مارے تو اس آیۃ انجیل متی کا (کہ مریم قبل ہمبستر ہونے کے حاملہ پائی گئی) جواب دیکر صراحۃً مسیح کا داؤد اور یوسف کا صلبی و نسبی بیٹا ہونا ثابت کردین اور کسی یہودی یا عیسائی کی کتاب معتبر سے ان باتون کا صحیح طور پر ثبوت دین کہ یہودی شریعت میں (۱) منگنی کے پیچھے اور نکاح سے پہلے مرد عورت کا ہمبستر ہونا جائز تھا۔ اور (۲) یوسف مریم کے گہر جاکر اس سے خلوت کیا کرتا۔ اور (۳) مریم کو اسی سے حمل ہوا تہا یہ نہ ہوسکے تو جو کچہہ آپ نے لکھاہے اسکو اپنے ہاتہہ سے چاک کرکے دریا برد کریں اور مریم عفیفہ صدیقہ پر تہمت جماع سے باز آوین ٭

بحث نقلی انجیل کا دوسرا جواب جو اسلامی اصول و مسلمات پر مبنی ہے

چونکہ قرآنی شہادت سے جسکا بیان عنقریب آتاہے آفتاب نیمروز کی طرح ثابت ہے کہ مسیح بغیر باپ کے پیدا ہوا اسلئے جو کچہہ پیدائش مسیح کی نسبت انجیل متی و لوک مین وارد ہے کہ قبل ہمبستر ہونیکے حاملہ پائی گئی اور بلا مس بشر بچہ جنی'' وہ صحیح و درست ہے اور جو اسکے برخلاف انجیل یا اور کتب عیسائیون میں ہے کہ وہ یوسف یا داؤد کا بیٹاہے اور ان کی پشت یا تخم یا نسل سے پیدا ہواہے اسکی نا قابل و جب

ہے اور جو امر تاویل پذیر نہ ہو اسکو یقیناً کذب شمار کرنا لازم ہے چنانچہ بہ نسبت جملہ اکاذیب یہود و نصاریٰ کے مسلمانوں کا بھی اصول و اعتقاد ہے اس اجمال کی مفصل دراس بیان کی مصدق بحث نقلی از قرآن ہے جو شروع کی جاتی ہے باللہ التوفیق ÷

بحث نقلی از قرآن

زمانہ نزول قرآن میں حضرت مسیح کی نسبت دو† مختلف دعوی کئے جاتے تھے عیسائیوں کا دعوی یہ تھا کہ وہ خدا اور خدا کے بیٹے اور ثالث ثلثہ یعنے تیسرے خدا اور کمیٹی خدائی کے تیسرے ممبر۔ اور یہودیوں کا دعوی یہ تھا کہ وہ ناجائز طور پر پیدا ہوئے ہیں اور جس باپ کیطرف وہ منسوب تھے اسکے تخم سے نہ تھے دوسرے شخص کے تخم سے (جسکا نام جناب مخاطب نے پنٹرا ٹالی بتایا ہے) اور ان دونوں دعاوی کا منشاء و مبنی یہی امر تھا کہ وہ بلا باپ متولد مانے اور سمجھے جاتے اور یوسف نجار کے (جو اُن کا ماسٹر فادر یعنی موہبہ بولا باپ تھا) نطفہ سے متولد خیال نہ کئے جاتے اسی امر نے عیسائیوں کو تو اس ورطہ ضلالت میں ڈالا کہ جس حالت میں انکا کوئی انسان باپ نہیں ہے تو انکی پیدائش بجز اسکے کہ خدا کو باپ مانا جاوے یا انکو خود خدا بلباس بشر کہا جاوے کیونکر ممکن ہے اور اسی امر نے یہودیوں کو اس ورطہ ضلالت میں ڈالا کہ جس حالت میں بزعم عیسائیوں کے یوسف انکا حقیقی باپ نہیں ہے تو انکی پیدائش بجز اسکے کہ وہ (معاذ اللہ) کسی اور انسان سے ناجائز طور پر پیدا ہوئے ہوں کیونکر متصور ہے۔ بالجملہ انکی نسبت بلا باپ پیدا ہونیکے اعتقاد و ادعا نے ان دونوں فریق کو اس اختلاف میں ڈالا ÷

† اس امر کا جناب مخاطب کو بھی اعتراف ہے چنانچہ تفسیر نیچری کے صفحہ ۳۰ میں آپ نے کہا ہے جب قرآن نازل ہوا اُسوقت دو فرقے مخالف موجود تھے ایک فرقہ نہایت نالایقی اور بدی سے یہ کہتا تھا کہ حضرت مسیح بطور ناجائز مولود کے پیدا ہوئے ہیں دوسرا فرقہ یہ کہتا تھا کہ وہ خدا اور خدا کے بیٹے اور ثالث ثلثہ ہیں ÷ ......

اور قرآن مجید کی نسبت خدا نے یہ فرمایا ہے کہ یہہ قرآن بنی اسرائیل کے اکثر اختلافی

ان ھذا القرآن یقص علی بنی اسرائیل اکثر الذی ھم فیہ یختلفون (نمل ۶۲)	امور میں فیصلہ کرتا ہے یعنی اکثر اختلافات یہود و نصاریٰ میں فیصلہ کرنا قرآن کا ایک فرض ہے،

بناءً علیہ ہمکو یہ غور کرنا لازم ہے کہ قرآن مجید نے اس مقدمہ مین دست اندازی و تعرض کیا یا نہین؟ اور کیا تو کیا فیصلہ کیا؟ اُنکے دعاوی کے نسبت کیا تجویز کیا؟ اور انکی منشاء و مبنی دعوی کی نسبت کہا گیا؟ قرآن شریف سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ قرآن نے اس مقدمہ کے فیصلہ سے تعرض کیا ان دونون فریق کے خیالات و دعاوی کو باطل کیا† اور صاف فرما دیا کہ جو مسیح کو خدا یا خدا کا بیٹا کہتے ہین وہ بہی گمراہی و غلطی پر ہین اور جو ناجائز مولود کہتے ہین وہ بہی گمراہ ہین اور قول فیصل و امر حق اس باب میں یہ ہے کہ وہ خدا کے بندے ہین اور وہ خدا کی ایسے مخلوق ہین جیسے آدم و زمین و آسمان وغیرہ مخلوقات ہین۔

اور ان کے دعاوی کے منشاء و مبنی (یعنی مسیح کے بلا باپ پیدا ہونے) سے بہی تعرض کیا۔ اس منشاء کے وجود کو تو رد نہین کیا بلکہ مسلم رکہا مگر اسکے لازمہ و نتیجہ کو جو فریقین اس سے نکالتے ہین رد کر دیا اور یہ بتا دیا کہ مسیح کے بغیر باپ پیدا ہونیسے نہ انکا خدا یا فرزند خدا ہونا ثابت ہوتا ہے نہ مولود ناجائز ہونا +

دعوی یہود کا رد و ابطال بایں الفاظ فرمایا ہے کہ ہمنے یہودیوں کو اُنکے کفر کرنے

وبکفرھم وقولھم علی مریم بھتانا عظیما	اور مریم پر بہتان باندہنے کے سبب پہٹکارا۔

اور دعوی عیسایون کا ابطال بہت تفصیل سے کئی مواضع قرآن مین فرمایا ہے۔

† اس فیصلہ کا مخاطب کو بہی اعتراف ہے چنانچہ تفسیر نجیری کے صفحہ ۳۱ مین عبارت سابق کے متصل فرمایا ہے قرآن مجید نے ان دونون فرقوں کے اعتقاد کو رد کر دیا اور حضرت مسیح کے مقدس اور پاک ہونے پر حضرت مریم کی عصمت و طہارت پر گواہی دی اور اس بات کو کہ وہ خدا یا خدا کے بیٹے اور ثالث ثلثہ ہین جہٹلا دیا اور بتلا دیا کہ وہ مثل اور انسانون کے خدا کے بندے ہین۔

سورۂ نسا میں ارشاد ہے اے اہلکتاب دین میں زیادتی نہ کرو اور خدا پر بجز حق کچھہ نہ کہو مسیح

یا اہل الکتاب لا تغلوا فی دینکم ولا تقولوا
علی اللہ الا الحق انما المسیح عیسی بن مریم
رسول اللہ وکلمتہ القیہا الی مریم وروح
منہ فامنوا باللہ ورسلہ ولا تقولوا ثلثۃ
انتہوا خیرا لکم انما اللہ الہ واحد
سبحنہ ان یکون لہ ولد لہ ما فی السموت
وما فی الارض وکفی باللہ وکیلا —
لن یستنکف المسیح ان یکون عبدا للہ ولا
الملئکۃ المقربون ومن یستنکف عن عبادتہ
ویستکبر فسیحشرہم الیہ جمیعا فاما
الذین امنوا وعملوا الصلحت فیوفیہم اجورہم
ویزیدہم من فضلہ واما الذین استنکفوا
واستکبروا فیعذبہم عذابا الیما

عیسی بن مریم تو صرف رسول ہے اور خدا
کے حکم سے پیدا ہوا جو مریم کیطرف اُس نے بہیجا
اور اسکی طرف سے وہ روح ہے پس تم خدا اور رسولون
پر ایمان لاؤ اور تین خدا نہ کہو تثلیث سے باز آؤ
اور خیر یعنی توحید کا قصد کرو اللہ تو ایک ہی ہے
وہ اس سے (بہی) پاک ہے کہ اسکا کوئی بیٹا
ہو آسمانون مین ہیں جو کچھہ ہے وہ خدا کی ملک و خلق
ہے اور خدا سب کے لئے کافی کارساز ہے —
مسیح کو خود خدا کے بندہ ہونیسے انکار نہین ہے
اور نہ اسکے فرشتون کو ۔ جو اسکی عبادت سے انکار کرے
ہو اور تکبر کرے اُن سب کو اکٹھا کرے گا پہر
مومنین نیک عمل کو جزا عمل دیگا اور منکرون
کو عذاب کریگا ❊

اور سورہ مائدہ میں فرمایا ہے کہ مسیح صرف رسول ہے اور اسکی ماں بڑی راست باز وہ

ما المسیح بن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ
الرسل وامہ صدیقۃ کانا یاکلن الطعام انظر کیف
نبین لہم الایت ثم انظر انی یؤفکون (مائدہ ۱۰)
انی یکون لہ ولد ولم تکن لہ صاحبۃ (انعام ۱۳)

دونون کہانا کہاتے تہے† دیکھہ ہم اُن کے لئے
کیسی نشانیاں بیان کرتے ہین پہر دیکھہ وہ کیسے
حق سے پہرے جاتے ہین اور سورۂ انعام میں
فرمایا ہے خدا کے لئے بیٹا کیونکر ہوگا اسکی بیوی تو ہے

† یعنی بیت الخلاء جایا کرتے پہر مسیح کیونکر خدا ہو ۔ اس آیۃ مین بطور کنایہ اسی امر کا بیان مقصود ہے چنانچہ
ایک نامی انگریز نے ایسا مرکز پایا ہے اور اس سے قرآن کی فصاحت و بلاغت کا اعتراف کیا —

اسی قسم کی اور بہت سی آیات ہیں جنکی بیان میں طول ہوتا ہے ❊

اور وجود منشاء و مبنی دعوی فریقین (یعنی مسیح کے بغیر باپ پیدا ہونیکا) مسلم رکھنا اس طور پر ہوا ہے کہ قرآن میں اس سے انکار کیا اور نہ کہیں نہیں فرمایا کہ مسیح بلا باپ پیدا نہیں ہوا یوسف نجار کے نطفہ سے پیدا ہوا ہے بلکہ خالات پیدائش مسیح کو ان الفاظ سے بیان کیا ہو کہ انکے ظاہر معنی سے مسیح کا بغیر باپ پیدا ہونا ثابت ہوتا ہے۔

سورہ مریم میں ارشاد ہے۔ مریم کا حال کتاب میں سنا دے جب وہ گھر والوں سے

واذکر فی الکتب مریم اذ انتبذت من اہلہا مکانا
شرقیا فاتخذت من دونہم حجابا فارسلنا
الیہا روحنا فتمثل لہا بشرا سویا قالت انی اعوذ
بالرحمن منک ان کنت تقیا قال انما انا رسول
ربک لاھب لک غلاما زکیا قالت انی یکون لی
غلام ولم یمسسنی بشر ولم اک بغیا قال
کذلک قال ربک ھو علی ھین ولنجعلہ آیۃ
للناس و رحمۃ منا وکان امرا مقضیا فحملتہ
فانتبذت بہ مکانا قصیا۔ فاجاءھا المخاض
الی جذع النخلۃ قالت یلیتنی مت قبل ھذا
وکنت نسیا منسیا فنادھا من تحتہا الا تحزنی
قد جعل ربک تحتک سریا وھزی الیک بجذع
النخلۃ تسقط علیک رطبا جنیا فکلی واشربی
وقری عینا فاما ترین من البشر احدا فقولی
انی نذرت للرحمن صوما فلن اکلم الیوم انسیا

ایک شرقی مکان میں کنارہ ہوئی پس بنا لیا انسے
پردہ پس ہمنے اسکی طرف اپنی روح (جبرئیل) کو
بہیجا جو اسکو پورا انسان ہوکر نمایان ہوا۔ وہ
بولی میں تجہسے خدا کی پناہ مانگتی ہوں اگر
تجہے خدا کا خوف ہو وہ بولا میں تو خدا کا بہیجا ہوا
(فرشتہ) ہوں تجہے ایک پاک لڑکا دینے آیا ہوں
وہ بولی میرے کیونکر ہوئیگا مجہے بشر (یعنی خاوند)
نہیں چہوا اور نہ میں بدکار ہوں وہ بولا خدا کی
شان یا قدرت ایسی ہی ہے۔ خدا نے فرمایا ہے یہ امر مجہہ
پر آسان ہے اور میں اسکو لوگوں کے لئے نشانی (قدرت)
اور اپنی رحمت بنانا چاہتا ہوں اور یہ کام ہوا ہوا ہے
تب (یعنی اس کہنے کے متصل ہے) وہ حاملہ ہوئی
اور اس حمل سے وہ دور مکان کنارہ ہوئی۔ پس اسکو
دردزہ نے ایک درخت خرما (خشک) کے تنہ میں
پہنچایا اور اسنے یہ کہا کاش میں اس سے پہلے مر جاتی

فاتت به قومها تحمله قالوا یا مریم
لقد جئت شیئا فریا یا اخت هارون
ما کان ابوک امرء سوء وما کانت
امک بغیا فاشارت الیه قالوا کیف نکلم
من کان فی المهد صبیا قال انی عبد الله
اتنی الکتب وجعلنی نبیا الخ (مریم ۲۶)

اور بہولی بسری ہوتی اسکے نیچے (کی جانب) سے جبریل یا
مسیح نے پکارا تو غم نہ کر تیرے نیچے (کیجانب) خدا نے نہر
(جاری) کردی ہے تو اس تنے کو ہلا یہ تازہ کہجورین تجہپر گرا دیگا
(انمین سے) کہا اور (وہ پانی) پی اور آنکہین ٹہنڈی کر۔ اگر
تو کسی بشر کو دیکہے تو (اشارہ سے) کہدے کہ مینے خدا کی نذر
مانی ہے آج مین انسان سے کلام نہ کرونگی۔ پس وہ لڑکے کو
قوم کے پاس اٹہالائی۔ لوگ بولے اے مریم (یہ) تو بہتان باندہ لائی اے ہارون کی بہن تیرا باپ برا
آدمی نہ تہا اور نہ تیری ماں بدکار تہی (یعنی پہر تو یہ بچہ بے پدر کیونکر لائی) اُسنے لڑکے کی طرف اشارہ کردیا
وہ بولے ہم اس سے کیونکر کلام کرینگے جو گہوارہ مین لڑکا ہے۔ وہ لڑکا خود ہی بول اٹہا مین خدا کا بندہ
ہون مجہے خدا نے کتاب دی ہے اور مجہے نبی کیا الخ۔

یہ خلاصہ الفاظ قرآن کا ترجمہ ہے جسمین کسی طرح خلاف وکلام نہین ہے مگر **ازانجملہ** چار باتون
مین مخاطب کو علماء اسلام کے برخلاف کلام ہے اسلئے ان باتون کو قبل نقل کلام مخاطب مدلل کرنا مناسب
سمجہا گیا ہے **اول** یہ کہ حمل اس کہنے کے متصل ہی ہوا **دوم** یہ کہ مسیح کے پیدا ہوتے ہی مریم اسکو قوم
کے پاس اُٹہالائی۔ **سوم** یہ کہ یہودیون نے اسیوقت ان پر زنا کی تہمت لگائی۔ **چہارم**
یہ کہ اسیوقت مسیح نے انکی جوابدہی کی۔ **ان** سب باتون کا ثبوت سیاق والفاظ قرآن مین پایا جاتا ہے
چنانچہ تفصیل وار قلم مین آتا ہے۔

پہلی بات کے ثبوت پر حرف (ف) شاہد ہے جو آیۂ فحملته مین وارد ہے اور وہ محاورہ عرب مین
ترتیب بلامہلت کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔

امام رازی نے تفسیر کبیر مین بیان مدت حمل مین چند اقوال نقل کرکے فرمایا ہے کہ ابن عباس کا یہ قول

والثانی قول ابن عباس رضی الله عنه انها کانت مدة الحمل
ساعة واحدة ویمکن الاستدلال علیه

ہے کہ حمل ایک ساعت رہا۔ پہر اسپر دو دلیلون سے
استدلال کیا ہے اول دلیل پیش کی ہے کہ ان الفاظ

وجہاین (الاول) قوله تعالى فحملته فانتبذت به فاجاءها المخاض فناداها من تحتها والفاء للتعقيب فدلت هذه الفاءات على ان كل واحد من هذه الاحوال حصل عقيب الآخر من غير فصل وذلك يوجب كون مدة الحمل ساعة واحدة — (الثانی) ان الله تعالى قال في وصفه ان مثل عيسى عند الله كمثل آدم خلقه من تراب ثم قال له كن فيكون فثبت ان عيسى كما قال الله تعالى له كن فيكون وهذا مما لا يتصور فيه مدة الحمل وانما تعقل تلك المدة في حق من يتولد من النطفة

مین حرف ف وارد ہی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حالات ایکد وسرے کے بعد بلا فصل واقع ہوی ہین دوسری دلیل کا بیان یہ کہ خدا تعالی نے حضرت عیسی کو حضرت آدم کی مثل کہا ہی جنکو مٹی سے پیدا کیا پہر کہا ہو جا تو وہ ہو گیا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ عیسی بہی آدم کی طرح کن فیکون سے پیدا ہوی ہین جسمین معمولی مدت حمل متصور نہین۔

دوسری بات کے ثبوت پر یہی ف دلیل ہے کیونکہ اسکا شروع و بیان بہی اسی ف سی بلفظ فاتت به قومہا تحملہ ہوا ہے اور نیز لفظ تحملہ (یعنی اٹھا لائی) اس بات پر کامل دلیل ہے عرفاً و عادتاً چہوٹے بچون کو ہی اوٹہایا جاتا ہے بڑی عمر کے جوان لوگون کو بلا عذر بیماری وغیرہ کے کوئی اٹھا کر نہین لاتا اسی نظر سے مفسرین نے بیان کیا ہے کہ وہ اسیوقت انکو اٹھا لائی اور اسیوقت یہودیون نے تہمت لگائی تفسیر درمنثور مین بروایت حاکم و بیہقی کے ابن عباس و ابن مسعود سی نقل ہے کہ جب مریم

عن ابن عباس وابن مسعود فلما ولدته ذهب الشيطان فاخبر بني اسرائيل ان مريم ولدت فلما ارادوها على الكلام اشارت الى عيسى فتكلم فقال انى عبد الله آتاني الكتاب (درمنثور مختصرا)

واخرج عبد بن حميد عن عمرو بن ميمون قال لما ولدت اتت به قومها تحمله ... دقم

نے حضرت عیسی کو جنا تو شیطان نے بنی اسرائیل کو خبر دی کہ مریم نے بچہ جنا جب انہون نے حضرت مریم سے بات چیت کی تو انہون نے حضرت عیسی کی طرف اشارہ کیا تب حضرت عیسی نے یہہ بات کہی کہ مین خدا کا بندہ ہون تا آخر۔ اور بروایت عبد بن حمید عمرو بن میمون سے نقل کیا ہی کہ جب مریم نے بچہ جنا تو اسکو قوم کے پاس اٹھا لائی وہ اسکو پتھر

لیرمونھا فاشارت الیہ مکام فترکوھا (درمنثور) مارنے لگے مریم نے حضرت عیسی کیطرف اشارہ کیا وہ بولے تو انہوں نے اسی چھوڑا۔ ایسا ہی عامہ تفاسیر مروجہ **بیضاوی** معالم کبیر وغیرہ میں بیان کیا ہے کہ مریم کا مسیح کو اٹھا لانا اسی زمانہ پیدائش میں ہوا ہے۔ اور جو ان کتب میں چالیس دن نفاس کے گزرجانے کے بعد اٹھا لانیکی روایت نقل کی ہے وہ ہمارے مدعا کے منافی نہیں اسکا بیان بضمن جواب ابحاث مخاطب عنقریب آتا ہے۔

تیسری بات کا ثبوت بہی قرآن کے الفاظ و سیاق میں موجود ہے کہ مریم مسیح کو قوم کے پاس اٹھا لائی تو انہوں نے مریم سے کہا کہ تیرا باپ برا تہا اور نہ تیری ماں بدکار تھی تو نے ایسا کام کیا۔ **لفظ فری** جو اس موقع پر بولا گیا ہے جیسا کہ مختلق و مفتری کے مستعمل میں ہوتا ہے ویسا ہی امر عظیم و عجیب کے معنی میں مستعمل ہوتا ہے (چنانچہ قاموس میں دونوں معنی بیان کئے ہیں) مگر چونکہ اسکی تائید میں مریم کے ماں باپ کا زانی و بدکار نہ ہونا بیان کیا گیا ہے اور مریم علیہا السلام پر ارتکاب خلاف سیرت والدین کا الزام قایم کیا گیا ہے تو اس سے یقیناً معلوم ہوا کہ اس مقام میں لفظ فری سے وہی معنی اول مختلق و مفتری کے مراد ہیں اور اس سے یہودیوں کی غرض تہمت و بہتان مریم علیہا السلام ہے جسکو خدا تعالی آیہ علی مریم بہتانا میں حکایت فرماتا ہے ؛

اسکی مثال بعینہ ایسی ہے جیسے کسی لڑکے کو جسکے ماں باپ چور نہوں کہا جاتا ہے کہ تیری ماں باپ تو چور نہ تھے تو نے یہ کیا کام کیا تو اس سے یہی مراد ہوتی ہے کہ تو نے چوری کیوں کی یا کسی ظالم لڑائی کرنیوالے کو کہا جاتا ہے کہ تیری ماں باپ تو لڑاکے نہ تھے تو اس سے یہی مراد ہوتی ہے کہ تو نے لڑائی کہاں سے سیکھی و علی ہذا القیاس۔

اسی سیاق و الفاظ کے لحاظ سے مفسرین اسلام نے اس آیت کی تفسیر میں وہی کہا ہے جو ہمنے بیان کیا ہے

یروی انہم لما رأوھا ومعھا عیسی قالوا لقد جئت شیئا فریا ویحتمل ان یکون المراد منہ شیئا عجیبا ویحتمل ان یکون المراد منہ شیئا عظیما منکرا

امام رازی تفسیر کبیر میں فری کے معنی امر منکر قرار دیکر اسکی ثبوت میں اسی قول مابعد کو کہ تیرا باپ برا نہ تھا اور نہ تیری ماں